ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

نومبر، دسمبر ۱۹۹۳ء

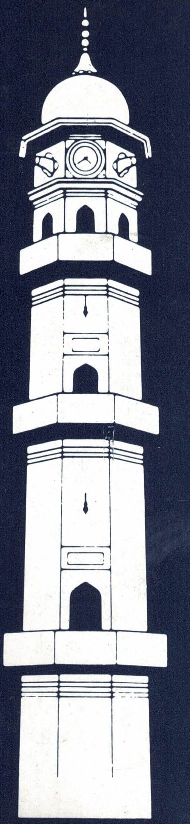

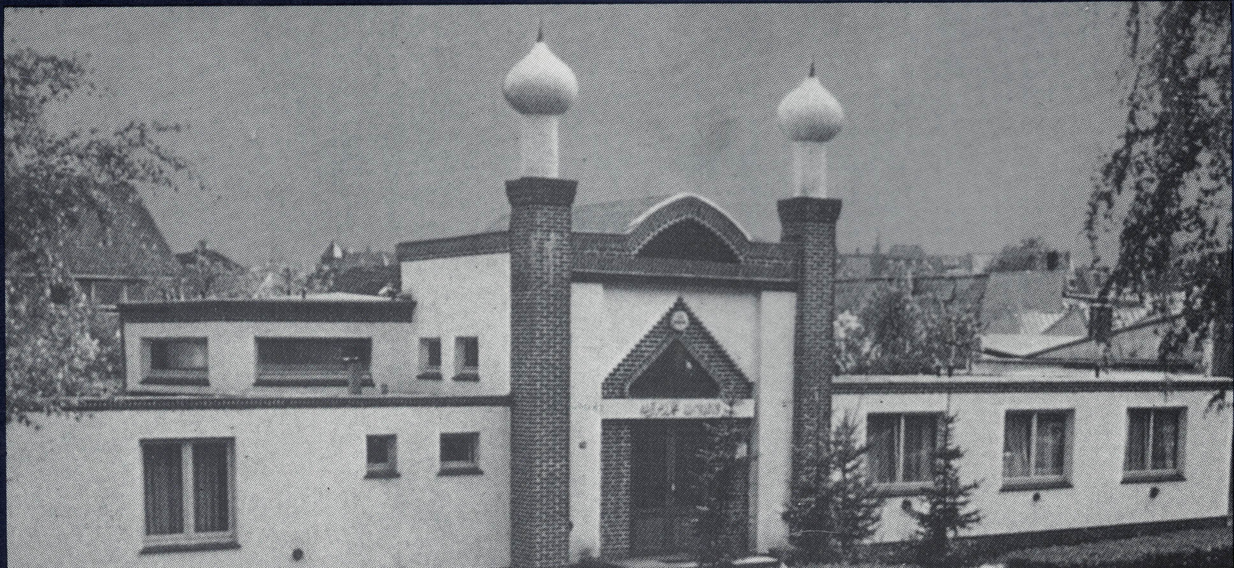

مسجد فضل عمر ہمبرگ جرمنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القرآن الحکیم

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ○ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ○ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○

(سورۃ الفرقان آیت ۶۲ تا ۶۴)

برکت والی ہے وہ ہستی جس نے آسمان میں ستاروں کے ٹھہرنے کے مقام بنائے ہیں اور اس میں چمکتا ہوا چراغ اور نور دینے والا چاند بنائے ہیں۔ وہی ہے جس نے رات کو اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا ہے اس شخص کے (فائدہ کے لئے) جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر گذار بندہ بننا چاہے۔ اور رحمٰن کے (سچّے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

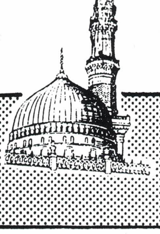

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فِیْمَا یَرْوِیْهِ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا، وَ اِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا، وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَاِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً

(مسلم کتاب الذکر والدعا، باب فضل الذکر ص ۲۲۷/۲-۲)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ربّ کی طرف سے بطور حدیثِ قدسی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے جاتا ہوں۔

ماہنامہ
جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان
اخبار احمدیہ
جلد ۱۸
جمادی الثانی ۱۴۱۴ ہجری ۔ نبوت، فتح ۱۳۷۲ ہش ۔ نومبر، دسمبر ۱۹۹۳ء
شمارہ ۱۱،۱۲

صدر مجلس
عبداللہ واگس ہاؤزر
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران
عطاء اللہ کلیم
مشنری انچارج

ایڈیٹر
شمس الحق

نائبین
ڈاکٹر وسیم احمد طاہر
مسیح الدین شاہد

خطاطی
سعید اللہ خان
نصر اللہ ناصر

پبلشر
فلاح الدین خان

مینیجر
محمد ارشد

نائبین
محمد فضل چوہدری
مظفر احمد چٹھہ

فہرست مضامین

اداریہ ۲
ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۳
خلفائے سلسلہ کے زریں اور اہم ارشادات ۴
خطبہ جمعہ ۷
تبتّل کی حقیقت ۱۵
توحید باری تعالیٰ کی انقلاب انگیز تاثیرات ۱۷
مقالہ خصوصی ۲۳
جماعت احمدیہ کی شاندار خدمات ۲۵
آگ ہماری غلام ... ۲۹
قانون میں تبدیلی ۳۱
بچوں کا صفحہ ۳۳
اعلانات ۳۷

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ
یورپ ـــ ۵۰ مارک
امریکہ و کینیڈا ـــ ۳۰ ڈالر
آسٹریلیا، جاپان ـــ ۳۵ ڈالر
انڈیا، پاکستان ..... ۱۰۰۰ روپے

دفتر رابطہ
Hanauer Landstr. 50, 60314 Frankfurt, Germany

قیمت : دو مارک

اداریہ

خدا داری چہ غم داری

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالعمل قرار دیا ہے اور انسان کو تخلیق کر کے اسے ایسی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا جس کے نتیجہ میں وہ اس دنیا کی نعماء اور اشیاء سے فائدہ اٹھا کر اعلیٰ درجہ کی رُوحانی ترقیات حاصل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا یعنی ہم نے زمین پر زیب و زینت کے سامان اس لیے پیدا کیے ہیں تاکہ ہم آزمائیں کہ تم میں سے کون سب سے احسن عمل کرنے والا ہے۔ مُراد یہ کہ تم میں سے کون ہے جو اِن دنیاوی زینتوں اور نعماء سے فائدہ اٹھا کر خدا کی رضا کی خاطر اس کے قریب ہونے کی راہیں اختیار کرتا ہے۔ قرآن کریم کی ایک اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء کو خدا تعالیٰ نے مسخّر کر کے انسان کی خدمت پر مامور کر دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا یعنی تمہارے لیے آسمان اور زمین کے مابین جو کچھ موجود ہے وہ تسخیر کر دیا گیا ہے اور پھر فرمایا کہ زمین میں جو کچھ ہے وہ تمہارے فائدہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ غرضیکہ زمین اور آسمان کی تخلیق اور اس میں موجود تمام نعماء اور اشیاء انسان کے لیے بالذّات مقصود نہیں بلکہ یہ صرف ایک ذریعہ ہیں خدا تعالیٰ تک رسائی کا اور اصل مقصد انسانی زندگی کا خدا تعالیٰ کی حقیقی اور سچی معرفت کا حصول ہے جیسا کہ فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

آج دُنیا کے پردہ پر ایسے انسانوں کی کثرت ہے جو اپنی زندگی کے اصل مقصد کو بھول چکے ہیں اور اسی دُنیا کی رنگ رلیوں میں مکمل طور پر کھو چکے ہیں اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے دُور جا پڑے ہیں اور اس کے نتیجہ میں طرح طرح کی رُوحانی اور جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو کر دلی سکون سے کلیتہً محروم ہو چکے ہیں اور آج سطح الارض پر جو بے چینی، معاشی اور معاشرتی بُرائیاں، جرائم اور ایسے حالات جن کی وجہ سے انسانوں کا سکون اور حفاظت شدید خطرہ میں ہے۔ یہ سب خدا سے دُوری کا نتیجہ ہے اس لیے آج نوعِ انسانی کی نجات صرف اس بات پر منحصر ہے کہ اسے سچّے خُدا کا پتہ بتایا جائے اور آج یہ فریضہ جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔ بانی جماعتِ احمدیہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

اے دوستو پیارو، عقبیٰ کو مت بسارو ❊ کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گزارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو ❊ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ
جی مت لگاؤ اس سے دل کو چھڑاؤ اس سے ❊ یارو یہ اژدھا ہے جاں کو بچاؤ اس سے
رغبت ہٹاؤ اس سے بس دُور جاؤ اس سے ❊ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ

"اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لیے زندگی بسر کرو..... وہ جو دُنیا پر کتّوں یا چیونٹیوں یا گِدوں کی طرح گرتے ہیں اور دُنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اُس کا قُرب حاصل نہیں کر سکتے.... جو اُس کے لیے دنیا سے توڑتا ہے وہ اُس کو ملے گا.... دنیا ہزار بلاؤں کی جگہ ہے۔ سو تم خدا سے صِدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دُور رکھے۔" (کشتیٔ نوحؑ صد ۱۲-۱۳)

حضرت مسیح پاکؑ کے مذکورہ بالا فرمان کے مطابق ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی اس دُنیائے عارضی کے دامِ تزویر سے بچانے کی کوشش کرے اور ان ممالک میں تو ہماری ذمّہ داریاں خاص طور پر اور بھی بڑھ جاتی ہیں جہاں دنیا زیادہ پُرکشش صُورت میں سامنے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح احمدی بننے کی توفیق دے۔ ——— آمین

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام

درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو

"نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبّت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے ...... انسان کو اُس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں دکھلاتا دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاکت شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اُس نفس سے جہنّم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دُنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں"۔

(الوصیّت صفحہ ۱۰۹)

حقیقی طور پر اُسی وقت کوئی مسلمان کہلائے گا جب اُس کے نفسِ اَمّارہ کا نقشِ ہستی یکدفعہ مٹ جائے

"اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہلِ اسلام سے حقیقی طور پر ملقّب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود مع اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کردیوے اور اپنی انانیّت سے مع اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسی کی راہ میں نہ لگ جاوے پس حقیقی طور پر اُسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا جب اُس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اُس کے نفسِ امّارہ کا نقشِ ہستی مع اس کے تمام جذبات کے یکدفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن للّٰہ ہونے کے نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعتِ خالق اور ہمدردیٔ مخلوق کے اور کچھ بھی نہ ہو...... مگر یہ للّٰہی وقف محض اس صورت میں اسم بامسمّٰی ہوگی کہ جب تمام اعضا للّٰہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگ پذیر ہو جائیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعالِ الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یا ایک مصفّا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیاتِ الٰہیہ بصفائی تمام عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ اور جب اس درجہ کاملہ پر للّٰہی طاعات و خدمات پہنچ جائیں تو اس صبغۃ اللّٰہ کی برکت سے اس وصف کے انسان کے قُویٰ اور جوارح کی نسبت وحدتِ شہودی کے طور پر یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ مثلاً یہ آنکھیں خدا تعالیٰ کی آنکھیں اور یہ زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور یہ کان خدا تعالیٰ کے کان اور یہ پاؤں خدا تعالیٰ کے پاؤں ہیں کیونکہ وہ تمام اعضاء اور قوّتیں للّٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہو کر اور اُن کی خواہشوں کی تصویر بن کر اس لائق ہو جاتی ہیں کہ ان کو اسی کا روپ کہا جاوے...... یہ عظیم الشّان للّٰہی طاعت و خدمت جو پیار اور محبّت سے ملی ہوئی اور خلوص اور حنیفیّتِ تامّہ سے بھری ہوئی ہے۔ یہی اسلام اور اسلام کی حقیقت اور اسلام کا لبِّ لباب ہے جو نفس اور خلق اور ہوا اور ارادہ سے موت حاصل کرنے کے بعد ملتا ہے"۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

روحانیت کے باغ کو سنوارنے کے لئے اعمالِ صالحہ کے پانی سے سیراب کرو

"دیکھو! جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح تمام روحانی حوائج کا حال ہے۔ کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بُجھا سکتے ہو؟ کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔ روحانی حالت کے سنوارنے اور اس باغ کے پھل کھانے کے لئے بھی تم کو چاہیئے کہ اس باغ کو وقت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کر کے اپنی آنکھوں کا پانی پہنچاؤ۔ اور اعمالِ صالحہ کے پانی کی نہر سے اس باغ کو سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو اور پھلے پھولے اور اس قابل ہو سکے کہ تم اس سے پھل کھاؤ"۔

(ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۴۲)

خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیّہ کے اہم اور زرّیں ارشادات

اللہ تعالےٰ کی سچّی فرمانبرداری اختیار کرو

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ جل شانہ، کی سچی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس سے محبت کرو۔ اس کے آگے تذلّل کرو۔ اسی کی عبادت کرو اور اللہ کے مقابل میں کوئی غیر تمہارا مطاع، محبوب، مطلوب، امید و بیم کا مرجع نہ ہو۔ اللہ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں سلاطین ہوں۔ امراء ہوں ضرورتیں ہوں غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں تم پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اطاعت، عبادت، فرمانبرداری، تذلّل اور اس کی حُبّ کے سامنے کوئی اور شے محبوب، معبود، مطلوب اور مطاع نہ ہو۔

یہ ایک صورت خدا تعالیٰ کے ساتھ نِدّ نہ بنانے کی اعتقادی طور پر ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی نِدّ اور مقابل نہ ہو اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی جس طرح پر عبادت کی جاتی ہے جس طرح اس کے احکام کی تعمیل اور اوامر کی تعظیم کی جاتی ہے دوسرے کے احکام و اوامر کی ویسی اطاعت وہی تعظیم اسی طرز و نہج پر امید و ڈر ہرگز نہ ہو اور کسی کو اس کا شریک نہ بنایا جاوے۔ جب انسان ان دونوں مرحلوں کو طے کر لیتا ہے یا یوں کہو کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑتا اور اس کی اطاعت اور صرف اسی کی اطاعت کرتا ہے تو پھر اس کا آخری مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ متقی ہو جاتا ہے۔ تمام دکھوں سے محفوظ ہو کر سچی راحتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے

(فرمودہ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۲ء)

خدا کی ہستی پر ایمان مشکلات سے بچالیتا ھے

ارشاد سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انسان کی زندگی اور اس کی زیست جس طرح مختلف جسمانی اشیاء پر منحصر ہے ایسے ہی ہستی باری تعالیٰ بھی انسان کی زندگی کے قیام کا ذریعہ ہے۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ ہر ایک انسان پر دُنیا میں ضرور مشکلات آتی ہیں اور اسے طرح طرح کی دقتیں پیش آتی ہیں اور اس کے کاموں میں رکاوٹیں پیش آتی ہیں ایسے وقت میں دوسری دنیاوی چیزیں جو انسانی زندگی کے قیام کا ذریعہ ہیں مثلاً ہوا، پانی، کھانا، لباس، سورج، رات، دن یہ ایک دہریہ کو بھی حاصل ہیں اور ان سے ایک خدا کا منکر بھی ایسا ہی فائدہ حاصل کرتا ہے جیسے خدا کا ایک ماننے والا۔ اور اس کی صفات پر ایمان رکھنے والا۔ تو جب انسان پر مشکلات آئیں اور اسے تکلیفوں کا سامنا ہوتا ہے تو خدا کا نہ ماننے والا، اس کی قدرتوں اس کی نصرت تائید اور اعانت پر یقین نہ رکھنے والا جب دنیاوی سامانوں کو اپنے ہاتھ سے نکلتے دیکھتا ہے اور جب دنیا کی اشیاء اس کے مخالف ہو جاتی ہیں تو اس کا دل بیٹھ جاتا ہے اس کی ہمت پست ہو جاتی ہے اس کا حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے اور وہ ہار جاتا ہے لیکن ایسے وقت میں ایک خدا کا ماننے والا جو جانتا ہے کہ خدا اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ خدا قادر ہے جب دنیاوی سامان مخالف ہو جاویں تو اس کا دل نہیں بیٹھتا۔ وہ گھبراتا نہیں۔ کیوں؟ اُسے خدا پر ایمان ہے۔ پس خدا کی ہستی پر ایمان انسان کو بہت سی مشکلات سے بچالیتا ہے۔

بہت سے نادان لوگ مشکلات اور مصائب کے وقت خودکشی کر لیتے ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کا خدا پر ایمان نہیں ہوتا اور وہ نہیں جانتے کہ کوئی ایسی ہستی بھی ہے جو مشکلات سے بچا سکے اسی لئے اسلام میں خودکشی کو حرام فرما دیا ہے۔ پس اس وقت جب دنیا کی اشیاء انسان کی مخالف ہو جاتی ہیں ایسے وقت میں خدا ہی ہے جو انسانی دل کو ڈھارس دیتا ہے۔ جب دنیا کے لوگ حق اور صدق کو چھوڑ کر ناراستی اختیار کر لیتے ہیں اور حق کے مخالف ہو جاتے ہیں تو خدا پر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ سچّے کو کوئی ڈر نہیں۔

(فرمودہ ۱۲ر فروری ۱۹۱۵ء)

اللہ کے دامن کو عُسر اور یُسر ہر دو حالتوں میں پکڑے رکھیں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

خوف کی کوئی بات نہیں ہم خدا کے عاجز بندے ہیں اور اُسے اپنا دوست رکھتے ہیں۔ یہ تو شیطان کے دوست ہیں جن کے دل میں شیطانی وساوس کے نتیجہ میں غیر اللہ کی خشیت پیدا ہوتی ہے۔ ہم خدائے رحمٰن کے عاجز بندے ہیں ہم نے اس کا دامن پکڑا ہے پس جب اس کی عظمت اور جلال ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے تو شیطان کی کیا مجال ہے کہ وہ ہم پر کوئی وار کرے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہیں تو شیطان کے تیر ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح جب ہم پر کامیابی کا وقت آئے تو اس وقت بالکل تکبّر نہیں کرنا۔ خدا کے دامن کو ہرگز نہیں چھوڑنا۔ پس چاہیئے کہ تم عاجزانہ راہوں کو اختیار کرو تا رحمٰن خدا تم سے پیار کرے۔ اگر تم نے یہ سمجھا کہ ہم کچھ بن گئے ہماری طاقت بڑھ گئی ملک میں ہمارا بھی اثر ورسوخ پیدا ہو گیا تو تم مارے گئے۔ تم نے اسی دن اپنی ہلاکت کے سامان پیدا کر لئے لیکن اگر ہم بحیثیت جماعت اللہ کے دامن کو عُسر اور یُسر ہر دو حالتوں میں پکڑے رکھیں۔ نہ ایک وقت میں بزدلی، کمزوری اور سُستی دکھائیں نہ دوسرے وقت تکبّر اور انانیّت کا مظاہرہ کریں بلکہ ہر دو حالتوں میں کامل اطمینان اور کامل تقویٰ اور کامل توکل اور کامل تذلّل اور کامل انکسار کا مظاہرہ کریں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور اپنی رحمت سے ہم سے بھی جو کام لینا چاہتا ہے وہ اپنے وقت پر لے گا یہ خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں جو ایک نہ ایک دن ضرور پورے ہوں گے اگر خدانخواستہ ہم اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایک قوم پیدا کرے گا جو ان ذمہ داریوں کو پورا کرے گی۔ اسلام کو شاہراہ غلبہ پر آگے سے آگے لے جائے گی۔ خدا کرے یہ سعادت ہمارے نصیب میں ہو اللہ تعالیٰ ہمیں عقل و سمجھ عطا کرے اور ہمیں غلبۂ اسلام کی راہ میں جان و مال کی قربانی دینے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو پختہ کرے۔ خدائے رحمان سے ہمارا تعلق اتنا مضبوط ہو جائے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے قطع نہ کر سکے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنی محبت کو اس طور پر اس قدر اور اس رنگ میں بھر دے کہ (تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں) کا جو وعدہ ہے اس کے نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگیں۔ خدا کے پیار کا سلوک ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔

(از خطبہ ۸ ستمبر ۱۹۷۲ء)

دُعا اور کوشش کو پھل ضرور لگتے ہیں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خدا کے سپرد کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ذمّہ داری خدا پر پھینک دے۔ اور جب یہ سوال پیدا ہو کہ تمہاری کوششوں کو پھل نہیں لگ رہے تو آدمی بڑی بیزاری سے یا بے تعلقی سے یہ کہہ دے کہ جی! میں نے جو کرنا تھا کر لیا۔ آگے اللہ کی مرضی۔ یہی بات کہ اللہ کی مرضی اور اللہ کا اختیار ایک صوفیانہ عشق کے ساتھ بھی بیان کی جاتی ہے اور ایک نہایت گستاخانہ بیہودہ طریق پر بھی بیان کی جاتی ہے۔ بات ایک ہی ہوتی ہے مگر اس کے نتائج بالکل مختلف نکلتے ہیں۔ وہ لوگ جو خدا کی عظمت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اس کی محبت میں پگھل کر یہ کہتے ہیں کہ وہ مالک ہے، جب چاہے گا دے گا اور ہم اس کی رضا پر ہر حال میں راضی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ نہ بھی دے گا تب بھی راضی ہیں۔ اس بات میں ایک غیر معمولی جذب پایا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے بعض عظیم الشان کام دکھاتا ہے۔ بعض دفعہ بعض دُعائیں اس اظہار کے نتیجہ میں مقبول ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ انسان کے دل کی کیفیت تو وہی رہتی ہے جو ہمیشہ سے ہے لیکن بعض دفعہ انسان ایک دکھے ہوئے دل کے ساتھ انتظار کرتے ہوئے کہ میری دُعائیں قبول ہوں گی، ہوں گی، ہوں گی، آخر یہ سوچتا ہے کہ کیوں نہیں ہوئیں۔ اُس وقت دل بڑی پختگی کے ساتھ اس سارے مضمون پر غور کرتا ہے اور آخری نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ میں راضی ہوں۔ میرے اندر کوئی فتور نہیں ہے اور خدا کے حضور اپنے دل کی کیفیت اس طرح پیش کر دیتا ہے کہ اس وقت یہ بات دُعا بن جاتی ہے اور عظیم الشان جذب کی طاقت رکھتی ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت کو جذب کرنے کی طاقت رکھتی ہے لیکن ایک بدتمیز آدمی جس کو کہا جائے کہ جی آپ کے سپرد یہ کام تھا، یا آپ نے ابھی یہ کام کیا نہیں تو وہ کہے کہ جی میں نے جو کرنا تھا کر دیا، آگے میرا کام نہیں نتیجہ نکالنا۔ یہ اللہ کا کام ہے۔ اس بات میں بڑی سخت بدتمیزی اور گستاخی پائی جاتی ہے یعنی وہ سمجھتا ہے کہ میں نے تو پورا کامل کام کیا۔ اس میں کوئی نقص نہیں چھوڑا اور نہیں نکلتا تو خدا ذمّہ وار ہے۔ میں ذمّہ دار نہیں ہوں یہ بالکل اور مضمون ہے۔ جیسا کوڑھی سے بعض لوگ بھاگتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسان کو ہلاک کرنے والا مضمون ہے۔ اس لئے مومن جہاں توکل رکھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ میری دُعا کو ضرور پھل لگے گا۔ وہاں پھل میں دیر ہونے کی صورت میں اپنے عیوب تلاش کرتا ہے۔ ——— (خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ نومبر ۱۹۹۱ء)

بلند ہمّتی

انتخاب از کلام محمود

میں اپنے پیاروں کی نسبت ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں اور اُنکی نگاہ رہے نیچی

وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شیروں کی طرح غُرّاتے ہوں
ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں تو مُنہ میں کف بھر لاتے ہوں

وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر اُمّید لگائے بیٹھے ہوں
اور ادنیٰ ادنیٰ خواہش کو مقصود بنائے بیٹھے ہوں

شمشیرِ زباں سے گھر بیٹھے دشمن کو مارے جاتے ہوں
میدانِ عمل کا نام بھی لو تو جھینپتے ہوں غُرّاتے ہوں

گیدڑ کی طرح وہ تاک میں ہوں شیروں کے شکار پہ جانے کی
اور بیٹھے خوابیں دیکھتے ہوں وہ اُن کا جُھوٹا کھانے کی

اے میری اُلفت کے طالب یہ میرے دِل کا نقشہ ہے
اَب اپنے نفس کو دیکھ لے تُو وہ اِن باتوں میں کیسا ہے

گر تیری ہِمّت چھوٹی ہے گر تیرے ارادے مُردہ ہیں
گر تیری اُمنگیں کوتہ ہیں گر تیرے خیال افسردہ ہیں

کیا تیرے ساتھ لگا کر دل میں خُود بھی کمینہ بن جاؤں
ہوں جنّت کا مینار مگر دوزخ کا زِینہ بن جاؤں

ہے خواہش میری اُلفت کی، تو اپنی نگاہیں اُونچی کر
تدبیر کے جالوں میں مت پھنس، کر قبضہ جا کے مُقدّر پر

میں واحد کا ہوں دل دادہ اور واحد میرا پیارا ہے
گر تُو بھی واحد بن جائے تو میری آنکھ کا تارا ہے

تُو ایک ہو ساری دُنیا میں کوئی ساجھی اور شریک نہ ہو
تُوسَب دُنیا کو دے۔ لیکن خُود تیرے ہاتھ میں بِھیک نہ ہو

خطبہ جمعہ

سچا تبتّل نصیب ہو ہی نہیں سکتا جب تک خدائے واحد و یگانہ سے پہلے سچا پیار نہ ہو

اللہ کی محبت پر کسی اور کی محبت کو غالب نہ آنے دو

مومن کیلئے ہمیشہ ایک ہی جائے پناہ ہے اور وہ اللہ ہے پس اللہ کی طرف دوڑو، صرف اللہ کا تعلق ہے جس کے ساتھ ہمیشگی کا سفر ہے

خدا سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا جن باتوں سے دُور رہتا ہے اُن باتوں سے ڈر یہی تقویٰ کا مضمون ہے

اللہ سے تعلق ٹوٹنے سے انسان روحانی اور دنیاوی دونوں معنوں میں توانائی سے محروم ہو جاتا ہے

خدا تعالیٰ تمہارے فائدہ کے لئے تمہیں بلاتا ہے اس لئے ایسے خدا کی طرف دوڑو جس کے بغیر تمہاری حقیقی بقاء ہو ہی نہیں سکتی

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام مسجد فضل لندن، بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۳ء مطابق ۲۴ تبوک ۱۳۷۲ ہش

مرتّبہ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید، لندن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الذّاریات کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

(الذّاریات: آیت ۵۰ تا ۵۲)

بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا بھر میں جماعت کی مختلف تنظیموں کے اجتماعات یا تربیتی جلسے ہو رہے ہیں اور دن بدن جماعتوں میں یہ شوق بڑھتا جا رہا ہے کہ ان کے جلسوں اور مختلف اجتماعات کا ذکر بھی خطبہ کے ذریعہ ساری دنیا کی جماعتوں تک پہنچے اس طرح ان کو ان تقریبات میں سب دنیا کی دُعائیں میتسر آئیں۔ کچھ اجتماع تو کل سے شروع ہیں، کچھ آج سے اور کچھ کل سے شروع ہوں گے۔ جو اجتماعات کل سے شروع ہو چکے ہیں اور آج جمعہ کے بعد ختم ہونے والے ہیں ان میں مجلس انصار اللہ ضلع گجرات کا سالانہ اجتماع ہے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ ٹیکسلا ہے، خدام الاحمدیہ ضلع ساہیوال ہے خدام الاحمدیہ ضلع خانیوال اور فیصل آباد کی دارالذکر کی مجلس ہے۔ وہ مقامات جہاں آج سے یہ دینی اجتماعات شروع ہو رہے ہیں ان میں مجلس خدام الاحمدیہ جاپان، لجنہ اماء اللہ جاپان ہے نیز جماعت احمدیہ تنزانیہ کا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے اور مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کا ایک روزہ اجتماع اور مجلس اطفال الاحمدیہ ضلع کراچی کا اجتماع ہے۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ بیوت الحمد ربوہ نے بھی درخواست کی ہے کہ ہمیں بھی یاد رکھا جائے۔ وہ مقامات جہاں کل سے اجتماعات شروع ہو رہے ہیں ان میں جماعت احمدیہ سری لنکا، مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ (یہ ان کا دوسرا سالانہ اجتماع ہے) لجنہ اماء اللہ کینیا اور لجنہ اماء اللہ ضلع بدین کا پہلا سالانہ اجتماع ہے۔ اسی طرح مجلس انصار اللہ ربوہ کا سالانہ اجتماع بھی ۲۵ ستمبر سے شروع ہو رہا ہے۔ نیز لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ لاہور کے اجتماعات ۳۰ ستمبر کو ہوں گے۔ اس سے پہلے کا جمعہ چونکہ آج ہی بنتا ہے، یہ اجتماع اگلے جمعہ سے پہلے ہو جائے گا، اس لئے ان کو بھی اپنی دُعاؤں میں شامل رکھیں۔ جہاں تک پیغامات کا تعلق ہے ان سب اجتماعات کے لئے کوئی الگ پیغامات تو اب بھیجنے ممکن نہیں ہیں اور ویسے بھی اب کثرت سے اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں کہ نا ممکن ہے کہ ہر اجتماع کے لئے الگ الگ پیغام بھیجے جائیں۔ خطبہ جمعہ ساری جماعت کے لئے پیغام ہوتا ہے اور تمام ذیلی تنظیمیں اس میں شامل ہوتی ہیں۔ پہلے خطبات

کی نصیحتوں پر عمل کر لیں اور نصیحتیں ختم ہو چکی ہوں تو پھر آپ کا حق ہے کہ اور مانگیں لیکن پہلی ختم نہ ہوئی ہوں اور مزید کے مطالبے شروع ہوں یہ درست نہیں ہے اس لئے ہر جمعہ کا خطبہ آپ سب کے لئے جنہوں نے پیغام کا مطالبہ کیا ہے اور ساری دنیا کی جماعت کے لئے قدرِ واحد کے طور پر ایک پیغام ہو جاتا ہے اور اسی کو اپنا پیغام سمجھیں۔

تبتّل سے مراد خالصتہً اللہ کا ہو جانا ہے

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا دنیا سے بھاگ کر اللہ کی طرف جانے سے تعلق ہے۔ اس سے پہلے خطبات کا جو سلسلہ شروع تھا اس میں توحید کا مضمون بیان ہو رہا تھا کہ توحید کس کو کہتے ہیں اور جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ توحید کا اس طرح حق ادا کرو جیسا کہ توحید کا حق ادا کرنے کا حق ہوا کرتا ہے۔ اس شان کے ساتھ توحید پر قائم ہو۔ اس کے بعد دوسری نصیحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تبتّل میں بھی ویسا ہی رنگ اختیار کرو۔ تبتّل کا مطلب ہوتا ہے ایک چیز سے کٹ کر الگ ہو جانا۔ اس تتنے سے کلیتہً جدائی۔ بَتَلَ، بَتَّلَ اور تَبَتَّلَ یہ عربی کے ماضی کے صیغے ہیں، ان کا مطلب ایک ہی ہے بَتّل اور تبتّل میں ذرا شدت پائی جاتی ہے۔ مضمون وہی ہے۔ کسی کو کاٹ دیا۔ کسی کو کاٹ کر الگ کر دیا، جُدا کر دیا اور تبتّل کا مطلب ہوتا ہے خود کٹ کر الگ ہو جانا۔ عربی لُغات میں تبتّل کو خالصتہً اللہ کے لئے ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ قرآن کریم سے یہ حوالہ ملا ہے اس لئے لُغات بھی اس کو یہی بیان کرتی ہیں کہ تبتّل سے مراد غیر اللہ سے کٹ کر یا دنیا سے کٹ کر خالصتہً اللہ کا ہو جانا ہے۔ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ اقتباس پڑھا تو مجھے کچھ تعجب ہوا کیونکہ میرے ذہن میں یہ تھا کہ تبتّل پہلے ہوتا ہے اور توحید کے ساتھ تعلق و وابستگی تبتّل کے بعد قائم ہوتے ہیں، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی گہری حکمت کی وجہ سے توحید کو پہلے رکھا ہے اور تبتّل کو بعد میں رکھا ہے۔ بعد میں جُوں جُوں میں نے غور کیا مجھے یہ بات پوری طرح سمجھ بھی آتی گئی اور پورے یقین کے ساتھ دل میں گڑتی چلی گئی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ترتیب بدلی ہے یہ آپؑ کے عارف باللہ ہونے کا ایک عظیم نشان ہے اور اس مضمون پر جتنا گہرا غور کریں اتنا ہی یہ بات کھلتی چلی جاتی ہے کہ اصل تبتّل یعنی غیر اللہ سے کٹنا، خدا کے وجود سے پیوند کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ محض ایک خلا کیلئے کوئی چیز چھلانگ نہیں مارا کرتی جب تک دوسری طرف کوئی ایسا قدم تھامنے کی جگہ دکھائی نہ دے جس پر پاؤں رکھ کر پچھلی طرف سے پاؤں اٹھایا جا سکے۔ کوئی معقول آدمی وہ قدم نہیں اٹھا سکتا۔ اسی لئے جب زمیندار پیوند کرتے ہیں تو ایک شاخ کو اپنی اصل شاخ سے کچھ دیر جڑا رہنے دیتے ہیں پھر دوسری سے جوڑ دیتے ہیں۔ جب وہ یہ دیکھ لیتے ہیں کہ دوسری شاخ سے اس کا پیوند پختہ ہو گیا ہے تو پھر پہلی سے کاٹ دیتے ہیں۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ترتیب کو اسی حکمت کے پیش نظر بدلا اور ہمیں یہ سمجھایا کہ تمہیں سچّا تبتّل نصیب ہو ہی نہیں سکتا جب تک خدائے واحد و یگانہ سے پہلے سچّا پیار نہ ہو۔ وہ تعلق قائم ہو گا تو تبتّل کی توفیق ملے گی ورنہ تبتّل محض ایک نام کا تبتّل رہے گا۔

اللہ کی طرف دوڑو

پس انہی معنوں سے تعلق میں مَیں نے وہ آیات کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں جو سورۃ الذّاریات سے لی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ جوڑے پیدا کرنے کا تعلق ایک کی دوسرے سے وابستگی میں مضمر ہے۔ ایک جوڑے کو ایک جوڑا تبھی کہا جاتا ہے جب ایک کا دوسرے سے تعلق ہو اور آپس میں مناسبت پائی جائے اور ایک طبعی فطری جوڑ دکھائی دے۔ اس کے بغیر کسی چیز کو جوڑا قرار نہیں دیا جا سکتا تو فرمایا کہ اس پر غور کرو۔ ہم نے جو ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں یہ ایک ایسا مضمون ہے جس پر تمہیں گہرا تفکّر اور غور کرنا چاہیئے۔ یہ تنبیہہ کرنے کرنے کے بعد ہم جو بات کرنے لگے ہیں وہ گہرے غور کی بات ہے۔ فرماتا ہے۔ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ط پس اللہ کی طرف دوڑو۔ اب تعجّب کی بات ہے کہ دنیا میں جوڑے پیدا کئے ہیں تو اس کے نتیجہ میں اللہ کی طرف کیوں دوڑیں۔ تعجّب کے اس مقام کو حل کرنے کے لئے ذہن کو یہ کہہ کر بیدار فرمایا کہ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ یعنی جو بات ہم کہہ رہے ہیں یہ بہت گہری حکمت کی بات ہے غور کرو گے تو سمجھ آئے گی۔ جس طرح دنیا میں جوڑے ہیں اسی طرح روح کے لئے ایک جوڑا ہے جو اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی جوڑا نہیں اگر تم دنیا میں بھٹکتے رہو گے اور دنیا میں اس روح کے لئے تعلق کا ایک جوڑا تلاش کرو گے تو تمہیں کچھ نصیب نہیں ہو گا اور تمہارے حصّہ میں ناکامی اور نامرادی لکھی جائے گی کیونکہ روح کو بالآخر خدا سے تعلق باندھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پس فرمایا کہ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ۔ تمہاری روحوں کا حقیقی جوڑا تو اللہ ہے اس کی طرف دوڑو۔ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا کھلا ڈرا رہا ہوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کو ارشاد ہے کہ یہ اعلان کر دو کہ تمہیں ڈرا رہا ہوں۔ باقی سب جوڑے دھوکے کے جوڑے ہیں۔ ان میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اپنی روح کو اُن سے پیوستہ کر دو گے تو تمہارا نقصان کا سودا ہو گا۔ پس خدا کی طرف بلانے کے لئے ڈرانے کا مضمون بہت ہی عمدہ مضمون ہے اور یہی تبتّل ہے۔ فرار کا تعلق بھی خوف سے ہے۔ فرمایا کہ باقی چیزیں ایسی ہیں کہ اُن سے تعلق رکھو گے تو مقامِ خوف ہے، مارے جاؤ گے پس اس مضمون کو سمجھ کر اس کی طرف دوڑو جو حقیقت میں تمہارا آخری اور ابدی جوڑا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات۔

تمہارا اصل آخری جوڑا اللہ ہی ہے

اس مضمون کو مزید کھولتے ہوئے فرمایا۔ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ط۔ اِلٰہ معبود کے لئے بھی آتا ہے اور ہر اُس ذات کے لئے بھی جس کے ساتھ انسان کو ایک فطری تعلق پیدا ہو جائے اور وہ تعلق اتنا بڑھ جائے کہ دوسرے تعلقات پر غالب آجائے۔ پس اس مضمون پر سے بھی پردہ اٹھا دیا کہ ہم دنیا میں جو دوسرے تعلق رکھتے ہیں کیا وہ اس آیت کے منافی تو نہیں کہ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ۔ کیا اس آیت کی نافرمانی میں تو ایسا نہیں کرتے کہ ہم تمہیں اللہ سے ڈرا رہے ہیں۔ اصل آخری جوڑا تمہارا اللہ ہی ہے اسی کی طرف دوڑو۔ فرمایا وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ۔ مراد یہ ہے کہ اللہ کی محبت پر کسی اور کی محبت کو غالب نہ

نہ رہنے دینا، وہی اصل ہے۔ اس کے بعد جتنے تعلقات ہیں وہ ثانوی ہو جاتے ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں رہتی اور پہچان یہ ہے کہ جب اس تعلق سے وہ تعلق ٹکراتے ہیں تو وہ ٹوٹتے ہیں اور یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ اسی کے سامنے سر جھکاؤ اور کسی اور کے سامنے سر نہ جھکاؤ۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کسی کی اطاعت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ماں باپ کی بھی اطاعت کرو۔ اولوالأمر کی بھی اطاعت کرو بہت سی اور اطاعتوں کے بھی حکم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کو امیر مقرر کرتا ہوں اس کی اطاعت کرو۔ اگر اس کی اطاعت نہیں کرو گے تو میری بھی نہیں کرو گے، تو سر جھکانے کے مختلف مفاہیم ہیں، مختلف مضمون ہیں۔ اُن مضامین اور اُن مفہوموں میں ہم لوگ ایک دوسرے کے سامنے سر جھکاتے ہیں مگر اُس سر جھکانے کے وقت ہماری نیّتیں ہمیں کیا بتا رہی ہوتی ہیں۔ یہ امر ہے جو دراصل یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ہم نے کسی اور کو اپنا معبود بنایا ہے کہ نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر سر جھکاتے ہیں یا اس پہلو سے یقین کے ساتھ ہم کسی کی اطاعت کر رہے ہیں کہ یہ دنیا کے عزّت کے رشتے ہیں اور انسان ایک دوسرے سے تعاون پر مجبور ہے مگر جب یہ اطاعت خدا تعالیٰ سے ٹکرائے گی تو پھر اس اطاعت کے کوئی معنی نہیں رہیں گے۔ اسی طرح محبت کی باتیں ہیں، ایک انسان کو اپنے ماں باپ سے بھی پیار ہے، اپنے بچّوں سے بھی پیار ہے، اپنے دوستوں سے بھی پیار ہے بیوی سے بھی پیار ہے۔ یہ سب پیار اپنی ذات میں اس آیت کے مضمون کے منافی نہیں ہیں کہ ہم نے ہر چیز کا ایک جوڑا پیدا کیا ہے لیکن تمہارا اصل حقیقی جوڑا اللہ کی ذات ہے۔ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۔ پس اللہ کی طرف دوڑو۔ جب تک خدا کا تعلق ان سب تعلقات پر غالب رہتا ہے اس وقت تک یہ منافی نہیں ہیں۔ یعنی اگر خدا کا تعلق ایک طرف ہو اور بیوی کی محبت دوسری طرف تو خدا کا تعلق قائم رہے اور بیوی کی محبت ٹوٹ جائے یا اس پہلو سے مغلوب ہو جائے۔ بچّوں کا تعلق جب خدا کے تعلق سے ٹکرائے تو بچّوں کے تعلق چُور ہو جائیں لیکن خدا کا تعلق قائم رہے۔ اسی طرح یہ موازنہ زندگی کے ہر تعلق کے وقت اپنا سر اٹھاتا ہے اور ہمارا امتحان لیتا ہے۔ ہر موازنہ کے وقت ہماری توحید آزمائی جاتی ہے اور ہمارا فرار الی اللہ آزمایا جاتا ہے اس وقت فِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ کا مضمون بتاتا ہے کہ ایک بے چینی کی کیفیت ہو گی یعنی ایک دوسرا معنی اس فرار کے لفظ میں پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم کسی تعلق والے سے اس لئے منہ موڑ رہے ہیں کہ خدا کا تعلق یہی تقاضا کر رہا ہے۔ اس وقت یقیناً حالتِ اضطراب ہوتی ہے اور اضطراب کے وقت انسان کسی پناہ کو ڈھونڈتا ہے سکون کی جگہ کی تلاش کرتا ہے فرمایا، فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۔ جس کی خاطر تم نے یہ تعلق توڑا ہے یا اس تعلق پر خدا کو ترجیح دی ہے تمہیں امن بھی اسی کی ذات میں نصیب ہو گا اور وہیں تمہیں سکینت قلب میّسر آئے گی۔ پس دوڑ کر اس سکینت کے مقام کی طرف آؤ۔ پس ہر آزمائش کے وقت خدا کی طرف حرکت میں ایک تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر خوف سے بچنے کے لئے انسان خدا کی طرف پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتا ہے۔ یہ مضمون ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرو تو پھر ہر طرف سے ایک فرار کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جو لامتناہی ہو گا۔ مختلف وقتوں میں مختلف تعلقات میں تم آزمائے جاؤ گے اور وہ جو حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھتا ہے اس کی توحید کا قائل ہے اس کو ایک ہی جائے فرار دکھائی دے گی اور کوئی جائے فرار نہیں ہو گی۔ اس کے

برعکس جو اللہ سے بھاگتے ہیں ان کو شش جہات میں ہر طرف فرار کی راہیں دکھائی دیتی ہیں۔ ہر غیر اللہ جہاں جہاں بھی ہو گا وہ خدا سے بھاگ کر امن کی جگہ دکھائی دیتا ہے لیکن ہر جگہ اس کو سراب پاتا ہے اس میں کوئی بھی حقیقت نہیں دیکھتا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے اور اس کی سزا کا وقت آجاتا ہے۔ پس یہ تبتّل الی اللہ کا مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کے بعد رکھا کیونکہ توحید کا عرفان نہ ہو اور اس سے گہرا تعلق نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف بھاگنے کا مضمون پیدا ہی نہیں ہوتا۔ انسان تو خوف کے مقام سے امن کے مقام کی طرف بھاگتا ہے۔ جب امن کے مقام کا پتہ ہی نہ ہو کہ ہے کون سا تو اس وقت تک اس کی طرف بھاگ نہیں سکتا اور امن کے مقام کا جب ہر دوسرے مقام سے موازنہ ہو رہا ہے تو ہر دوسرے مقام سے انسان خدا کی طرف بھاگے گا اور یقینی طور پر قطعی طور پر اس کے علم میں یہ جائے امن رہنی چاہیئے۔ ہمیشہ اس کے پیشِ نظر رہنی چاہیئے۔ لوگ بعض دفعہ کسی خاص خطرے کے وقت خاص جگہ کو اپنے امن کے لئے مقرر کر لیا کرتے ہیں۔ جنگیں ہوتی ہیں تو بتایا جاتا ہے کہ تم زیرِ زمین کوئی پناہ گاہ کھودو اور اس کو مضبوط کرلو اور اس میں ضرورت کی چیزیں اکٹھی کرلو اور یاد رکھو اس کے رستے پتہ کرلو کہ کون سے ہیں، جب خوف کا الارم بجے گا تو تمہیں دوڑ کر وہاں جانا ہے۔ اسی طرح جب جہازوں وغیرہ میں آپ سفر کرتے ہیں تو آپ کو بتایا جاتا ہے، مختلف وقتوں میں اعلانات ہوتے ہیں کہ خطرہ ہو تو مقامِ امن کیا ہے، کس طرف ہے، کون سے رستے سے آپ وہاں پہنچیں گے۔ سمندری جہازوں میں بھی یہ چیزیں لکھی جاتی ہیں۔ تو دیکھیں قرآن کریم کا اعلان کتنا عظیم الشان ہے۔ فرمایا، ہر دوسری چیز سے خطرہ ہے۔ تم خطرے کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہو۔ تمہیں بارہا یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ہم نے دوڑنا ہے۔ ہم تمہیں یہ بتاتے ہیں کہ اے محمّد! تو اعلان کر دے کہ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ میں اس کی طرف سے یہ انذار کرنے کے لئے مقرر فرمایا گیا ہوں۔ جس طرح مقرر لوگ تمام مسافروں کی توجہ اپنی طرف کھینچتے ہیں اور کہتے ہیں سنو یہ بڑا ضروری اعلان ہے، غور سے سن لو اور اپنی امن کی جگہوں کو اچھی طرح پہچان لو۔ پس یہ اتنا عظیم الشان اعلان ہے کہ خوف سے بچنے کا اس سے بہتر اعلان کبھی اس شان کے ساتھ دنیا میں نہیں کیا گیا اور زَوْجَيْنِ کے مضمون کو بیان کرنے کے بعد جو یہ اعلان ہے اس نے بتا دیا کہ ہر دوسرے تعلق سے خوف ہے اور اس میں گہری حکمت کا راز ہے۔ ہر تعلق یقیناً مقامِ خوف ہے، وہ تعلق کئی طرح سے اپنے اندر خوف رکھتا ہے۔ توقعات بڑی ہوتی ہیں وہ ٹوٹ جاتی ہیں۔ توقعات فرضی ہوتی ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ دوسرے تعلقات کے نتیجہ میں تعلقات بگڑ جاتے ہیں بیوفائیاں ہیں جو رستے میں حائل ہوتی ہیں۔ قضاء و قدر کے عوامل ہیں جو اِن تعلقات کو توڑ لیتے ہیں اور انسان کا کچھ نہیں رہتا۔ پس اگر کسی ایک تعلق سے ایسی وابستگی ہو کہ گویا وہی آخری تعلق ہے تو ایسے انسان کے مقدر میں نامرادی کے سوا کچھ بھی نہیں رہتا۔ بعض ماؤں کو بچّوں سے تعلق ہوتا ہے اور اتنا بڑھ جاتا ہے کہ بچّے مر جائیں تو پاگل ہونے لگتی ہیں۔ بعضوں کے اوپر تو ایسی آزمائش آتی ہے کہ ایک ہی بچّہ ہے اور وہ مر جاتا ہے لیکن اس میں توحید پر قائم ماں اور شرک کی طرف مائل ماں کے ردِّ عمل میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے میں نے خود ایسی مائیں دیکھی ہیں جن کا ایک ہی بچّہ مر گیا لیکن ان کو اللہ تعالیٰ کی

طرف سے عجیب حوصلہ عطا ہوا ہے۔ فِرُّوا اِلَی اللّٰہ انہوں نے ضرور کیا ہے۔ دنیا سے تعلق کم ضرور ہوا ہے، دنیا کے تعلق ان کو بے حقیقت دکھائی دیئے اور زیادہ خدا کی طرف مائل ہو گئیں۔ زیادہ دُعا گو، زیادہ تہجد گذار بن گئیں اور ہمہ تن ذکر الٰہی میں مصروف رہنے لگیں لیکن بے چینی اور بے قراری جس طرح شرک کی طرف مائل عورتوں میں ہوتی ہے وہ ان میں نہیں پائی گئی۔ اب شرک کی طرف مائل ہونا بھی ایک درجہ بدرجہ مضمون ہے۔ یہ مراد تو نہیں ہے کہ ہر ماں اپنے بچّے کے غم میں پاگل ہو رہی ہو تو وہ مُشرک ہے۔ بعض دفعہ وقتی طور پر ایک غم دبا لیتا ہے لیکن پھر ایسی مائیں جلدی سنبھل جاتی ہیں لیکن بعض ہیں جو ہمیشہ ہمیش کے لئے روگ لگا بیٹھتی ہیں اور ان کے لئے کچھ رہتا ہی نہیں تو مراد یہ ہے کہ ان کی جائے قرار تو وہ بچّہ تھا جو اُن کا اصل زوج تھا۔ وہ نہ رہا تو کوئی جائے قرار نہ رہی لیکن یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے کہ ہر ایسے موقعہ پر جب غیروں سے تعلق ٹوٹیں گے خواہ اُن کی طرف سے ٹوٹیں یا حادثات کے نتیجہ میں ٹوٹیں یا تمہاری غلط امنگوں اور وابستگیوں اور توقعات کے نتیجہ میں ٹوٹیں تو یاد رکھو مومن کے لئے ہمیشہ ایک ہی جائے پناہ ہے اور وہ اللہ ہے۔ فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہ پس اللہ کی طرف دوڑو۔ پس تبتّل کے مضمون کی ہر تفصیل اس آیت کریمہ میں بیان ہو گئی اور بنیادی نکتہ یہی ہے کہ امن کی جگہ کا علم نہ ہو، اس سے تعلق نہ ہو۔ یہ یقین نہ ہو کہ یہاں ضرور امن نصیب ہو گا تو پھر فرار کا مضمون پیدا ہی نہیں ہوتا۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر میں میں نے جو ترتیب بدلی ہوئی دیکھی تو ابتداء میں اپنی جہالت کی وجہ سے کچھ تعجب ہوا لیکن جتنا میں نے اس مضمون پر غور کیا میں حیرت کے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا۔ عجیب عرفان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص شان ہے کہ انبیاء کو ایسا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر یہ باتیں قلم سے نکل نہیں سکتیں، زبان پر جاری نہیں ہو سکتیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو عزّت اور وقار کی نظر سے دیکھو اور غور سے اس کا مطالعہ کرو تو پتہ چلے گا کہ قرآن کریم اور احادیث کے عظیم الشان عرفان کے سمندر ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کے کوزوں میں بند ہیں۔

اللہ کے سوا ہر دوسری چیز باطل ہے

اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دوسرے شعراء کو بہت کم پسند فرمایا ہے اور ان کے شعر پر کوئی داد دی ہے۔ کئی ایسے خوش نصیب شعراء ضرور ہیں جن کے قصائد پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ ایک ایسا قصیدہ، قصیدہ بُردہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس شاعر کو اپنی چادر انعام کے طور پر عطا فرما دی تھی۔ اس کے علاوہ ایک ایسا شعر ہے جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جتنے بھی شعر کہنے والے ہیں ان میں سے کسی شاعر نے کبھی اس سے زیادہ سچی بات نہیں کی۔ یہ داد بے اختیار آپؐ کے دل سے اٹھی ہے۔ وہ شعر لبیدؔ کا ہے۔ لبیدؔ کہتا ہے ؎

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٗ

خبردار غور سے سُن لو۔ اللہ کے سوا ہر دوسری چیز باطل ہے۔ ایک ہی حق ہے۔ خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عشق کے نتیجہ میں یہ شعر ایسا دلا پہ لگا ہے کہ بے اختیار دل سے داد اٹھی ہے۔ واہ واہ، کیا کلام ہے کہ کبھی کسی شاعر نے اس سے زیادہ سچّی بات نہیں کی۔ اللہ کے سوا ہر چیز کا باطل ہو جانا یہی بات آپ کو فرار کی طرف مائل کرتی ہے۔ ایک ہی وجود رہ جائے گا۔ باقی کچھ نہیں رہے گا۔ ایک مستقبل میں بھی اس کے معنی ہیں۔ سب تعلق بیکار چلے جائیں گے۔ کوئی ساتھ نہیں دے گا۔ صرف ایک اللہ کا تعلق ہے جس کے ساتھ ہمیشگی کا سفر ہے، اس کی طرف دوڑو۔ جس سواری پر چڑھ کر آپ نجات کا سفر اختیار کر سکتے ہیں جبکہ خطرہ ہو کہ سیلاب آنے والا ہے، جبکہ خطرہ ہو کہ جنگلی درندے وہاں اس علاقہ میں راہ پانے والے ہیں، جبکہ خطرہ ہو کہ ڈاکو آئیں گے یا فوج کشی ہو گی تو ان سب حالات میں وہ سواری جو امن کے مقام کی طرف لے جاتی ہے وہی ایک سواری ہے جس کا ذکر اس شعر میں ملتا ہے۔

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٗ

خبردار خدا کے سوا ہر دوسری چیز باطل ہے۔ یہ چونکہ ایک گہرا عارفانہ مضمون تھا اس لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس پر ایسی داد دی جیسی داد کبھی کسی شاعر کو نہیں دی گئی اور بڑا ہی خوش نصیب ہے لبیدؔ کہ سب سے زیادہ عارف باللہ نے اس کو داد دی ہے اور ایسی بات ہوئی ہے جس کی کوئی مثال آپ کو دنیا میں دکھائی نہیں دے گی۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرے انبیاء نے بھی بعض شعراء کو داد دی ہو مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بڑھ کر صاحب عرفان اور صاحب ذوق انسان متصوّر ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں باتیں قطعی ہیں۔ اللہ کا جیسا عرفان آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نصیب ہوا یہ آپؐ کے فرار الی اللہ سے ثابت ہے اور بالکل ظاہر و باہر ہے اور جس کے ذوق نے خدا کو محبت کے لئے چن لیا ہو اُس سے بہتر ذوق کا ہو ہی نہیں سکتا تو سب سے زیادہ عارف باللہ اور سب سے زیادہ صاحب ذوق انسان جس پر وہ کلام نازل ہوا جس سے زیادہ فصیح و بلیغ کلام اور کوئی نہیں تھا، جس کو خود کلام پر وہ قدرت نصیب ہوئی کہ تمام اہل علم پکار اُٹھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اَفْصَحُ الْعَرَبِ بعد کتاب اللّٰہ ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ فصیح و بلیغ انسان حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ اس کے باوجود آپؐ نے لبیدؔ کو اس کے ایک شعر پر داد دی ہے۔ میں نے تو جب یہ پڑھا میں اس بات پر سر دُھننے لگا کہ کیا شان ہے لبیدؔ کی۔ بَخٍ بَخٍ لبیدؔ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے داد پا رہا ہے لیکن یہ شعر ہے ہی ایسا۔ کیسا پیارا کلام ہے ؎

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٗ

تبتّل کے مضمون کی مزید وضاحت

میں احادیث کی طرف پھر دوبارہ انشاء اللہ واپس آؤں گا۔ ان سے پہلے اس ضمن میں چند اور آیات میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جن میں یہی مضمون مختلف طرح سے بدل بدل کر پیش کیا گیا ہے۔ کبھی ایک پہلو سے کبھی دوسرے پہلو سے اور اس مضمون پر اگرچہ بہت سی اور آیات بھی ہیں لیکن چونکہ اس کو ایک دو خطبات میں سمیٹنے کا میرا ارادہ تھا اس لئے سارا مواد نہیں بلکہ چند آیات نمونے کی لی گئی ہیں۔ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ ○

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ○ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ

حِسَابًا یَّسِیۡرًا ۙ﴿۹﴾ وَّ یَنۡقَلِبُ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا ؕ﴿۱۰﴾
وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ ﴿ۙ۱۱﴾ فَسَوۡفَ یَدۡعُوۡا
ثُبُوۡرًا ﴿ۙ۱۲﴾ وَّ یَصۡلٰی سَعِیۡرًا ﴿ؕ۱۳﴾

(سورۃ الانشقاق : آیت ۷ تا ۱۳)

اس کی پہلی آیت ہے جو خصوصیت سے پیشِ نظر ہے، باقی اس کے نتائج ہیں جو بعد کی دیگر آیات میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ فرمایا: یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ : اے انسان! اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا : تو پوری کوشش اور زور لگا کر جدوجہد کے ساتھ اپنے رب کی طرف جانے والا ہے۔ فَمُلٰقِیۡہِ : پس خوشخبری ہو کہ تو ضرور اسے مل جائے گا۔

اس آیت کا اللہ تعالیٰ کے مختلف بندوں پر مختلف رنگ میں اطلاق ہوتا ہے۔ جہاں تک حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا تعلق ہے اوّل اطلاق آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات پر ہے اور اس کے معنی دوسرے انسانوں پر اطلاق کے معنوں کے مقابل پر بہت ہی زیادہ رفیع الشان ہیں۔ یعنی یہی آیت ادنیٰ انسان پر بھی اطلاق پاتی ہے اور اعلیٰ پر بھی پاتی ہے اور ایسا کلام ہے کہ ہر اطلاق کے مطابق اپنے مضمون بدلتی ہے اور ہر اطلاق کے مطابق ڈھلتی چلی جاتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر جب اس کا اطلاق کیا جائے جو اوّل مخاطب ہیں تو یہ مطلب ہے کہ اے انسان کامل! الانسان' جو فی الحقیقت انسان کہلانے کا مستحق ہے اور تمام انسانیت کا خلاصہ اور تمام انسانیت کا مرجع ہے۔ تمام انسانیت کا معراج ہے۔ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا۔ تیرے لئے تو اس کے سوا ہے ہی کچھ نہیں کہ اپنی تمام تر طاقتیں، ہر وہ صلاحیت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ اللہ کے لِقاء کی خاطر صرف کر دے اور اسی میں اپنی ساری قوتوں کو ہلاک کر دے۔ کچھ بھی باقی نہ چھوڑے۔ تمام جان کے ساتھ، تمام شعور کے ساتھ، تمام ہمّت کے ساتھ اپنے وقت کے ہر ہر لمحہ کو اللہ کے وقف رکھے۔ یہ تیرا مقدر ہے، تو نے اس کے سوا کرنا کچھ نہیں۔ اِنَّکَ کَادِحٌ تو ہے ہی ایسا۔ یہ مطلب بنتا ہے۔ اس کے سوا تجھ سے کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ فَمُلٰقِیۡہِ پس خوشخبری ہو کہ تو وہ ہے جو ضرور اپنے رب سے ملے گا۔ فَمُلٰقِیۡہِ میں کوئی بعد کی خوشخبری نہیں ہے بلکہ ہر آن ہر کوشش کے نتیجہ میں یہ خوشخبری ہے۔ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا کا مطلب یہ ہے کہ ساری زندگی یہی جدوجہد ہے۔ یہی تلاش ہے۔ یہ خوشخبری کا جو پیغام ہے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جب تیری جدوجہد ختم ہو جائے گی تب تو خدا سے ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صورت میں جب یہ آیت آپؐ پر اطلاق پاتی ہے تو مضمون یہ بن جاتا ہے کہ تیری ہر کوشش تجھے خدا سے ملائے گی، ہر لمحہ تو خدا کی ایک نئی شان دیکھے گا، نیا جلوہ تجھ پر ظاہر ہو گا۔ وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی کا مضمون اس کے ساتھ مل کر ایک نئی شان میں ظاہر ہوتا ہے۔ تیری آخرت پہلے سے ان معنوں میں بہتر ہے کہ ہر لمحہ جو نئی جدوجہد تو خدا کے حصول کی خاطر کرتا ہے اس کے نتیجہ میں ہر لمحہ اللہ تجھے ایک نئی شان کے ساتھ دکھائی دے گا۔ اس کا دوسرا اطلاق عام ہے اور وہ بھی درجہ بدرجہ ہے۔ اس کا ادنیٰ اطلاق یہ بنے گا کہ وہ انسان جس کو عرفانِ الٰہی نہ ہو اور اللہ کی طرف جانا چاہے اس کا یہ سفر بڑا کٹھن ہو جاتا ہے۔ ایک ہے عرفان کے نتیجہ میں خدا کی طرف دوڑنا، اس میں بھی ایک بڑی شدید مشقّت پائی جاتی ہے۔ مشقّت ان معنوں میں کہ محبوب کی طرف دوڑنے کے لئے انسان سعی کرتا ہے اور ہر تیزی کو بھی سُست روی سمجھ رہا ہوتا ہے وہ اپنی طرف سے پورا زور لگا رہا ہے لیکن سمجھتا ہے کہ ابھی کچھ زور ہی نہیں لگ رہا۔ وہ فاصلے جیسے میں چاہتا ہوں ویسے طے نہیں ہو رہے۔ پس یہاں کَدۡحًا کا مطلب ہے کہ محبوب سامنے دکھائی دے رہا ہے۔ پورے زور سے اس کی طرف بڑھ رہا ہوں لیکن جس شان جس تیزی کے ساتھ بڑھنا چاہتا ہوں وہ تیزی ابھی پوری پیدا نہیں ہوئی، پھر انسان اور زور لگاتا ہے، پھر اور زور لگاتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ جس کے سامنے ایک مبہم سا تصوّر ہے۔ یقینی طور پر قطعی حالت میں اس محبوب سے ابھی نہ آشنائی ہوئی ہے نہ اس کا حُسن پوری طرح جلوہ گر ہوا ہے لیکن عقیدۃً یہ تسلیم کر بیٹھا ہے کہ ایک خدا ہے اور عقیدۃً یہ مان چکا ہے کہ اس خدا کی طرف بڑھے بغیر میری نجات نہیں ہے۔ یہ سالک کے سفر کا آغاز ہے جو اس طرح ہوتا ہے۔ پس فرمایا کہ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا۔ تجھے بڑی محنت کی ضرورت پڑے گی، بڑی مشکلات سامنے آئیں گی، ہر قدم جو خدا کی طرف اٹھائے گا کسی اور جانب سے پرے ہٹائے گا اور یہ ہے جو دراصل تبتّل کا مضمون ہے۔ ایک سمت سے جب ایک قدم دوسری سمت میں اٹھتا ہے تو ہر قدم پر ایک منزل دور ہو رہی ہے اور دوسری منزل قریب ہو رہی ہے۔ اپنے تعلقات کی ہر منزل سے خدا کی طرف کا سفر بڑا ہی مشقّت کا سفر ہے، بڑی جانکاری کی ضرورت ہے بہت محنت چاہئے بڑی قربانیاں درپیش ہیں۔ فرمایا کہ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا: اے انسان! تو نے اللہ کی طرف سفر اختیار کرنا تو ہے جس نے بھی کرنا ہے مگر یاد رکھو کہ بڑا مشکل کا سفر ہے لیکن ایک چیز ہے جو تمہیں سہارا دے گی اور وہ چیز خدا کا یہ یقینی وعدہ ہے کہ خواہ تم مشکل ڈال کر سفر کرو خدا وعدہ کرتا ہے کہ آخر وہ تم سے ملاقات کرے گا اور تمہاری یہ کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ پس تبتّل کی دو انتہائیں اس آیت میں بیان ہو گئیں۔ تبتّل کی ایک انتہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تبتّل کی انتہا ہے، اس میں پیچھے سے کھینچنے والا کوئی رستہ نہیں تھا، کسی اور منزل کا خیال نہیں تھا جو قدم تھام رہا تھا، کوئی ایسا محبوب وطن نہیں تھا جسے چھوڑ کر اللہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے۔ ایک ہی کشش تھی اور وہ صرف ایک اللہ کی کشش تھی اور باقی سب رشتے پہلے ہی ٹوٹ چکے ہیں۔ پس تبتّل یہاں ایسا تبتّل ہے کہ جیسے محبوب کی طرف ایک روح از خود اڑتی ہوئی چلی جاتی ہے اور غیر کے روکنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایک تبتّل وہ ہے جو ابتدائی سفر کرنے والا کا تبتّل ہے۔ اُسے ہر منزل پر دوسروں سے تعلق کاٹنے پڑتے ہیں، بندھن توڑنے پڑتے ہیں۔ مشکل زمین پر قدم رکھتا ہے تو پاؤں دھنستے ہیں، زمین وہیں روکتی ہے لیکن زور لگا کر آگے بڑھتا ہے۔ دونوں کا انجام تو وہی ہے کہ خدا ملے گا لیکن بڑا فرق ہے۔ کہاں وہ مضمون کہ اڑتی ہوئی روح حرکت کر رہی ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اے میرے آقا! میری روح تیری طرف اڑتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ وہی مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں اس آیت کے اطلاق سے پیدا ہوتا ہے اور ہم جیسے عاجز انسانوں کو رستے کی مشکلات سے آگاہ کرتا ہے۔ فرماتا ہے کہ یہ سفر آسان کرنا ہے تو ملاقات کا خیال غالب رکھو' یہ پیشِ نظر رکھو کہ تم سے ایک وعدہ ہے کہ اللہ تم سے ضرور ملاقات کر لے گا اور یہاں بھی قدم قدم کا مضمون صادق آتا ہے۔ تمام وہ لوگ جو دنیا سے تعلق توڑ کر (یعنی ان معنوں میں جن معنوں میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور آئندہ بھی کچھ کروں گا)

خدا کی طرف حرکت کر رہے ہوتے ہیں ان کو کچھ نہ کچھ طُعمہ کے طور پر ان کی محنت کی جزاء ساتھ ساتھ مل رہی ہوتی ہے ورنہ محض عدم تعلق سے ایک خیالی محبوب کی طرف حرکت ممکن ہی نہیں ہے۔ جب وہ دنیا سے تھوڑا تھوڑا تعلق توڑتے ہیں تو وہیں اللہ سے ایک قسم کی ملاقات حاصل کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے ان پر ضرور جلوہ گر ہوتا ہے، اگر یہ نہ ہو تو یہ سفر ناممکن ہو جائے۔ پس وہ لوگ جو سالک ہیں آغازِ سفر میں ان کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر ان کی محنت کا پھل ساتھ ساتھ نہیں ملتا تو ان کی محنت درست نہیں ہے۔ اس میں ضرور خامیاں ہیں۔ ان کو غلط فہمی ہے کہ وہ دنیا سے تعلق توڑ کر خدا کی طرف جا رہے ہیں کیونکہ مُلٰقیہ کا وعدہ صرف آخرت کا وعدہ نہیں بلکہ ہر کوشش کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے لِقاء کے ملنے والے انعامات ہیں جو انسان کو ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور نصیب ہوتے رہتے ہیں۔ پس یہ آیتِ کریمہ تبتّل کے مضمون میں ایک بہت عظیم مرتبہ رکھتی ہے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بیان فرماتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے منزّہ ہے

پھر سورۂ الانعام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ
اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝
قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

(سورۂ الانعام: آیت ۱۵، ۱۶)

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا۔ اے محمد! تو یہ اعلان کر دے کہ میں اللہ کے سوا کوئی ولی کیسے ڈھونڈوں، اس کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے۔ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ۔ وہی ہے جس نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے اس کے سوا کوئی پیدا کرنیوالا ہے ہی نہیں تو کسی اور کی درگاہ کی طرف ذہن جا کیسے سکتا ہے اس کے سوا ہے ہی کوئی نہیں۔ پس یہاں بھی غیر اللہ سے تعلق توڑنے سے پہلے ایک فاطر کے وجود کا تصوّر ضروری ہے جو انسان کا مددگار بنتا ہے اور ہمیں یہ آیت رستہ سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر غیروں سے تعلق توڑنا ہو تو اللہ تعالیٰ کی مثبت صفات پر غور کرو، اس کے نتیجہ میں غیر اللہ سے تعلق ٹوٹے گا۔ محض ایک خیالی چھلانگ نہیں لگائی جا سکتی۔ قرآن کریم نے اس سفر کو ایک اور آیت میں یوں بیان فرمایا ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ (آل عمران: آیت ۱۹۱)

اہلِ عقل کے لئے نشانیاں ہیں اور اہلِ عقل جوں جوں اس مضمون کو سمجھتے جاتے ہیں کہ فاطر یعنی ابتداء میں پیدا کرنے والا اور خالق، اس میں نئے تنوّعات کرتے چلے جانے والا وہ ایک ہی وجود ہے تو پھر غیر اللہ سے طبیعت ہٹتی چلی جاتی ہے، اس سے تعلق مدہم پڑتا چلا جاتا ہے اور اس سفر کے دوران غور کے نتیجہ میں ہر غور کے بعد اُن کی فطرت یہ آواز دیتی ہے کہ اے خدا! تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یہ دنیا باطل ہے۔ اگر تُو نے ہم پر احسان نہ فرمایا تو ہمارا اس دُنیا سے تعلق ایک آزاد کا تعلق بن جائے گا۔ یہ آگ ہی آگ ہے اگر تُو نہ ہو۔ اس آیت کے متعلق میں پہلے بھی مختلف وقتوں میں بیان کر چکا ہوں اس لئے پوری آیت پڑھ کر تفسیر نہیں کرتا لیکن اس تعلق میں مَیں آپ کو یاد کراتا ہوں کہ یہ وہی مضمون ہے کہ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ فاطر السَّمٰوٰتِ والارض کی قدرتوں پر غور کرنے کے نتیجہ میں انسان اللہ کی طرف مائل ہوتا ہے تو پھر دنیا سے تعلق ایک نیا رنگ اختیار کرتا ہے اور اس تعلق کے بڑھنے کو انسان آگ سمجھتا ہے اور اس تعلق کو باطل قرار دیتا ہے اور جانتا ہے کہ اگر اس تعلق کو حقیقی بنا لیا تو پھر میرا ٹھکانہ آگ کے سوا کچھ نہیں، اس کا انجام آگ کے سوا کچھ نہیں اور پھر اللہ کی طرف دوڑنے کا مضمون اس سے نکلتا ہے۔ پھر فرمایا۔ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ: یہ وہ ذات ہے جو کھلاتی ہے اور اس کو کوئی چیز نہیں کھلاتی، وہ مستغنی بھی ہے۔ اگر اس سے تعلق جوڑو گے تو ہر قسم کا رزق تمہیں عطا ہو گا۔ يُطْعِمُ میں صرف کھانا مراد نہیں بلکہ توانائی کی ساری قسمیں آ جاتی ہیں کیونکہ طعام دراصل انسان کے لئے قوت یعنی زندہ رہنے کی طاقت مہیّا کرتا ہے اور دیگر سب توانائی کھانے سے ملتی ہے۔ روحانی معنوں میں بھی یہاں طعام کا ذکر فرما دیا گیا۔ هُوَ يُطْعِمُ اُس سے ہر طرح کی توانائی حاصل نصیب ہوتی ہے اور تمہاری کسی توانائی کی اس کو ضرورت نہیں، اس لئے اس سے تعلق توڑو گے تو توانائی سے محروم رہ جاؤ گے اور اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اس لئے یہ نہ سمجھو کہ خدا تعالیٰ اپنے حرص میں اپنے کسی فائدہ کے لئے تمہیں بلاتا ہے بلکہ تمہارے فائدہ کیلئے تمہیں بلاتا ہے۔ اس لئے ایسے خدا کی طرف دوڑو جس کے بغیر تمہاری حقیقی بقا ہو ہی نہیں سکتی۔ فرمایا۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ: کہ میں اسلام لانے والوں میں سب سے پہلا ہو جاؤں۔ اب یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات پر ایک عظیم الشان انعام ہے کہ سب پہلوؤں سے آپ کے اسلام کو پہلے قرار دے دیا۔ یہاں اوّل زمانی نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں ملتا ہے کہ اس سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا۔ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اے ابراہیمؑ! اسلام لے آ۔ یعنی خدا کے سپرد ہو جا تو کہا اے اللہ! میں تو ہو چکا۔ میں تو پہلے سے ہو چکا ہوں۔ زمانے کے لحاظ سے وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے ہزاروں برس پہلے تھے لیکن اس کے باوجود فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ خدا کے نزدیک میں پہلا ہوں۔ لامتناہی زمانہ ماقبل گزر چکا ہو تب بھی اللہ جانتا ہے کہ اسلام میں مجھ سے اوّل اور کوئی نہیں ہے اور حکم دیا ہے تو بیان کیا ہے ورنہ شاید بیان بھی نہ فرماتے۔ طبیعت میں ایسا انکسار تھا کہ اپنے باطنی حُسن کو مجبوری کے سوا خود کھول کر بیان نہیں فرمایا کرتے تھے، بعض باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ اَنْ اَكُوْنَ کے بعد پہلے اسلام نہیں لائے۔ اس مضمون کو اچھی طرح یاد رکھیں یہ نہ سمجھیں کہ مراد ہے کہ جب خدا نے حکم دیا تب میں سب سے پہلے اسلام لے آیا۔ خدا کے حکم دینے سے پہلے جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کیا حالت تھی اور وہ اگر بعد میں اسلام لائے تو اوّل ہو کیسے گئے۔ یہاں حکم سے مراد ہے کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تو ہی ہے اور اس کا اعلان کر۔ دنیا کو بتا دے کہ تجھ سے بڑھ کر کوئی اسلام لانے والا نہیں ہے۔ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ: اور مشرکین میں سے نہ ہو۔ آیت کے اس بقیہ حصّے نے تو اس راز سے خوب پردہ اٹھا دیا کہ پہلی دفعہ

کچھ کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ آپ کی حالت جاریہ کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کسی لمحہ مشرک ہوئے تھے جو یہ حکم تھا کہ مشرکوں میں سے نہ ہو۔ آپ پر کون سا ثانیہ ایسا گزرا تھا کہ جب آپ ہر وقت خدا کے حضور حاضر نہیں تھے۔ اسلام کی حالت میں نہیں تھے تو آیت کے دوسرے حصّے نے بتا دیا کہ کوئی تازہ حکم نہیں ہے بلکہ آپ کی ایک جاری وساری ہمیشہ باقی رہنے والی حالت کا تعارف کروایا جا رہا ہے۔ آپ نے جیسے کبھی شرک نہیں کیا ویسے ہی ہمیشہ سے آپ مسلمان تھے اور یہاں لَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ میں دراصل خداتعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہے کہ اس آیت کے سب سے زیادہ مصداق کہ شرک نہیں کرنا اور اسے پورا کرنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ ایک جگہ امر یعنی حکم ہے کہ یوں کرو۔ دوسری جگہ مناہی ہے کہ یوں نہ کرو۔ بظاہر دونوں ہدایات وقتی طور پر ہیں لیکن دونوں مضامین ثابت کر رہے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ابدی طور پر جاری وساری حالت کا نام شرک نہ کرنا اور اسلام لے آنا ہے۔ پس باقیوں کے لئے نمونے کے طور پر آپ کی ذات کو پیش فرمایا گیا ہے۔ اس سے ایک مضمون یہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے اصل میں اسی کو دیتا ہے جو اس کا مصداق ہو۔ ویسے تو سب کو حکم ہے مگر جو خدا کے حکم نہیں مانتے وہ خدا کی عبودیت سے باہر نکل چکے ہوتے ہیں اور حکم میں اصل مراد وہی ہوتا ہے جو سب سے زیادہ اس پر عمل کرنے والا ہو۔ ان معنوں میں اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جب خدا نے فرمایا کہ مشرکوں میں سے نہ ہو تو یہی وہ بندہ ہے جو سب سے زیادہ شرک سے نفرت کرنے والا اور شرک سے پرہیز کرنے والا تھا۔ اس سے بڑھ کر یہ مناہی کسی اور ذات پر صادق نہیں آتی۔ پس خدا نے اس کو کہنے کے لئے چُنا ہے اور اس کے حوالے سے تم سب کو حکم ہے۔ اسلام کا حکم بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حوالے سے ہے کیونکہ آپؐ اوّل ہو گئے اور اسی اوّلیت میں شرک نہ کرنے کی اوّلیت بھی داخل ہو گئی۔ پس جو ان دونوں مضامین میں اوّل ہے اس کے پیچھے لگو، اس کی پیروی کرو، اس سے سیکھو۔ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ان سے کہہ دے کہ میں اس بات سے بہت خائف رہتا ہوں کہ اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی معصیت کی تو ایک یوم عظیم کا عذاب بھی ہے جو سامنے کھڑا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہر وقت خدا سے اس بات میں خائف رہتے ہیں کہ ایک یوم عظیم کا عذاب سامنے کھڑا ہے حالانکہ ان کے متعلق اللہ یہ گواہی دے چکا ہے کہ اسلام لانے والوں میں سب سے اوّل ہیں، شرک نہ کرنے والوں میں سب سے اوّل ہیں تو باقیوں کا کیا حال ہونا چاہیئے۔ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ کا مضمون مزید سمجھ آیا کہ آپؐ کو کیوں چُنا ہے۔ خدا کی طرف سے ڈرانے کے لئے اس کو چُنا گیا ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے اور خدا سے ڈرنے کے نتیجہ میں خدا سے دُور نہیں جا رہا بلکہ خدا کی طرف آرہا ہے۔ پس ڈرنے کا یہ مفہوم ہے جو ہمیشہ پیشِ نظر رہنا چاہیئے۔ خدا سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا جن باتوں سے دور ہوتا ہے، جن باتوں کے نتیجہ میں تمہیں پرے پھینک دیتا ہے کہ یا تم اس سے پرے ہٹ جاتے ہو اُن باتوں سے ڈرو تو تم خدا کی طرف دوڑو گے اور یہی تقویٰ کا مضمون ہے، یہی تبتّل کا مضمون ہے جس کے مختلف پہلو اس آیت کریمہ میں بیان ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مثبت صفات پر غور کرو

پھر اللہ تعالیٰ سورۂ طور میں فرماتا ہے۔

اَمْ لَهُمْ اِلٰـهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (سورۂ طور: آیت ۴۴)

کیا اُن کے لئے اللہ کے سوا کوئی معبود ہے بھی؟ ہے کون؟ ساری کائنات خدا کے سوا خالی پڑی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اللہ ان باتوں سے بہت پاک ہے جن باتوں کا وہ شرک کرتے ہیں یعنی ہر قسم کے شرک کے مضمون سے اللہ تعالیٰ منزّہ ہے اور پاک ہے اور اس کا شرک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے شرک محض خلا کا ہے، جہالت کا ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے یونہی فرضی باتیں ہیں اس کے سوا کوئی حقیقت نہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اللہ ان باتوں سے بہت بلند ہے جن باتوں میں اس کا شریک ٹھہرایا جا رہا ہے۔ سبحان کا یہ مضمون تفصیل کے ساتھ ایک دوسری طرح سورۃ الروم میں کھولا گیا ہے یہاں فرمایا: سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جن میں شرک ٹھہرایا جا رہا ہے۔ وہ کون سی باتیں ہیں؟ ان باتوں کو یہ آیت کھولتی ہے۔ فرمایا۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○

(سورۃ الروم: آیت ۱۸)

اللہ کی ذات کی پاکیزگی، اس کی سبحانیت اس طرح تم پر کھلتی جائے گی کہ جب تم صبح میں داخل ہو رہے ہو اور غور کرو تو صبح ہے ہی خدا کی۔ اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو اندھیروں سے روشنی میں لانے والا ہو۔ جب دن کی سختیوں سے رات کے آرام میں داخل ہو رہے ہو تو اس وقت بھی تمہیں یہی دکھائی دے گا کہ اللہ کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ اور جب تم ظہر کے وقت قیلولہ کرتے ہو یا دھوپ کی سختی سے درختوں کے سائے میں آتے ہو یا دن کی سردی سے دوپہر کی دھوپ میں آرام پاتے ہو تو ہر حالت میں تمہیں یہ دکھائی دے گا کہ وہ جو فاطر ہے اسی کی ذات میں پناہ ہے۔ اسی نے پناہ کا نظام قائم فرمایا ہے۔ اسی کا قانون ہے جو صبح بھی جاری ہے اور شام کو بھی جاری ہے اور دوپہر کو جاری ہے تو سبحان کا مضمون بتاتا ہے کہ ان میں صرف ایک خدا ہی ہے اور خدا کے سوا کسی کا دخل ہی نہیں ہے۔ اب دنیا میں ایک دہریہ سائنس دان بھی یہ کہنے پر تو بہر حال مجبور ہے کہ اس نظام کائنات میں کسی اور کا ہاتھ نہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا بھی نہیں لیکن اس کا جھوٹ تو بالبداہت واضح ہے لیکن یہ تو اقرار کرتے ہیں کہ کوئی اور بہر حال نہیں۔ آئن سٹائن نے جب اس بات پر غور کیا تو وہ ان معنوں میں ضرور خدا کا قائل ہو گیا کہ ایسا کامل نظام، کائنات میں ایسا توازن، اتنا خوبصورت توازن خدا کے سوا ہو نہیں سکتا۔ پس ان خدادانوں میں سے وہ بھی ہے جن کو دن اور رات پر غور کرنے کے نتیجہ میں خدا کے متعلق اتنا سا علم تو ضرور ہو گیا کہ اس کائنات کا ایک پیدا کرنے والا ضرور ہونا چاہیئے لیکن آئن سٹائن نے یہ نہیں کہا کہ صرف پیدا کرنے والا، وہ یہاں نہیں ٹھہرا بلکہ یہ جانتا ہے کہ اس کو MAINTAIN کرنے والا بھی ہے کیونکہ پیدا کر کے بھول جانے والا تو اس بات کا ضامن نہیں ہے کہ آئندہ یہ نظام اسی طرح جاری رہے۔ پس آئن سٹائن کے اس فقرے سے مجھ پر یہ تأثر ہوا کہ اتنا صاحبِ عقل ضرور تھا کہ کائنات پر غور کرنے کے نتیجہ میں ایک خالق کو ہی

باقی صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں

محترم امیر صاحب جرمنی کے جماعت کے نام ایک پیغام کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز ممبرانِ جماعت احمدیہ جرمنی۔ عزیز بہنو اور بھائیو!

میں آج ایک ایسی بات آپ کے دل میں منتقل کرنے کے لیے آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں جس نے میرے دل کو بے حد فکر اور اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کچھ عرصہ سے شعبۂ تعلیم نے احمدی نوجوانوں کی معاونت سے ایک رسالہ کی داغ بیل ڈالی ہے اور اس کے ذریعہ اس کوشش میں ہے کہ مختلف موضوعات کو زیرِ بحث لایا جائے۔ اس رسالہ نے اپنے کام کی ابتدا "SCHÜLER REVUE" کے نام سے کی تھی جبکہ اب یہ "JUGEND JOURNAL DER JAMAAT" کے نام سے موسوم ہے ابتدائی مشکلات کے بعد اس میگزین نے ایک اعلیٰ اور قابلِ احترام معیار حاصل کر لیا ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ احباب جماعت اس کی جانب کماحقہ متوجہ ہوں۔ اس رسالہ میں لکھنے والوں کی اکثریت نوجوان احمدیوں پر مشتمل ہے اور وہ ایسے موضوعات پر اظہارِ خیال کرتے ہیں جنہیں دورِ حاضر کے یورپ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

اس رسالہ کی اشاعت جرمن زبان میں ہوتی ہے اور اس کے مخاطب زیادہ تر ایسے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو جرمنی میں پلے بڑھے ہیں۔ جہاں تک اس میں شائع ہونے والے مضامین کا تعلق ہے تو یہ والدین کے لیے بھی یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ ہر احمدی گھرانے میں جس میں بچے ہیں (اور کون سا احمدی گھر ایسا ہے جس میں بچے نہیں؟) اس رسالہ کا مطالعہ کیا جائے اور یہ میگزین ہمارے گھروں میں موجود لٹریچر کا باقاعدہ اور مستقل جزو بن جائے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے یکطرفہ طور پر صرف مغربی خیالات سے، جو وہ اسکول سے، ذرائع ابلاغ سے یا غیر مسلم دوستوں سے اخذ کرتے ہیں، ہی سے متاثر نہ ہوں تو پھر آپ کو چاہیے کہ آپ خود شوق سے اپنے بچوں کے لیے یہ میگزین خریدیں۔ جہاں تک بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں یہ رسالہ والدین کا ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بچوں کو مذہبی مسائل سے ایسے انداز میں شناسائی کرواتا ہے جسے وہ باآسانی سمجھ اور قبول کر سکتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہمیں علم ہے کہ والدین کی ایک بڑی تعداد کو بچوں سے مذہبی گفتگو میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ "گفت و شنید اور بحث" ویسے بھی اُردو بولنے والے گھرانوں کے لیے ایک "اجنبی اصطلاح" ہے کیونکہ یورپ کے مقابلہ میں پاکستان میں رائج اندازِ تربیت نسبتاً تحکمانہ ہے۔ بہرحال یہ اندازِ تربیت۔ اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے انہیں موضوعِ بحث بنایا جائے۔ آپ اس امر کو بھی مدِنظر رکھیں کہ یہ "یوگینڈ یورنال" نوجوان احمدیوں کی جماعتی سرگرمیوں میں دلچسپی میں اضافہ کرنے میں مددگار ہو سکتا ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لڑکے اور لڑکیاں اس رسالے کی اشاعت میں حصہ لیں۔ آپ اپنے بچے کو مختلف امور پر گفت و شنید اور بحث میں شرکت کے لیے تیار کریں اور کوشش کریں کہ وہ اس رسالہ کے لیے لکھے۔ مجھے خوشی ہوگی اگر والدین اس رسالہ کی بہتری کی غرض سے تنقیدی مضامین لکھیں۔ غرض آپ کو جماعت کے اس جدید پراجیکٹ میں شمولیت کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ صرف جماعتی موضوعات جن پر روایتی طور اظہارِ خیال کیا جاتا ہے ان نوجوانوں کو متاثر کرنے کیلئے کافی نہیں بلکہ ہمیں اس معاشرے کے روزمرہ کے مسائل کو بھی مدِنظر رکھنا ہوگا اور اپنے نوجوانوں کو اس بات کا پورا موقع فراہم کرنا ہوگا کہ وہ ان مسائل سے متعلق بحث و مباحثہ میں حصہ لیں اور ان کے بارہ میں اسلامی نقطۂ نظر بیان کرنے کے اہل ہوں۔ اسلامی نقطۂ نظر موسیقی کے بارہ میں، جنسیات یا مختلف کھیلوں کے بارہ میں اسلامی نقطۂ نظر مختلف سائنسی علوم نیز نفسیاتی اور سماجی مسائل کے حوالے سے۔

اہمیت اس بات کی ہے کہ ہم احمدی جو ہمارے پیارے مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کے مطابق مستقبل کے عالمی چیمپئن بننے والے ہیں کہ ہم عالمی چیمپئن کی طرح اظہارِ خیال کرنے کے اسلوب سیکھیں اور دورِ حاضر کے مسائل کے حل میں راہنما کردار ادا کریں۔ لہٰذا میں تمام احمدی والدین سے، بچوں سے اور ایسے خاندانوں میں جن میں نوجوان بستے ہیں اپیل کرتا ہوں کہ "JUGEND JOURNAL DER JAMAAT" (JJJ) کے باقاعدہ خریدار بنیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

امیر جماعتِ احمدیہ۔ جرمنی

(ترجمہ: مکرم نوید حمید صاحب)

تبتّل کی حقیقت

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اِن دنوں تبتّل کے موضوع پر خطباتِ جمعہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ حضور انور کے یہ پُر معارف خطبات ہمارے ایمانوں کی جِلا کا موجب بن رہے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا بیان فرمودہ ایک جامع اور رُوح پرور ارشاد حال ہی میں نظر سے گزرا ہے۔ یہ قارئین اخبارِ احمدیہ جرمنی کی خدمت میں پیش ہے

از: مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشدؔ، امام مسجد فضل لندن

تبتّل کی حقیقت جو ۱۳ستمبر ۱۹۰۱ء کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود اوام اللہ فیوضہم نے سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے استفسار پر بیان فرمائی۔ ان کو اپنی کسی رؤیا میں ارشاد ہوا تھا کہ وہ تبتّل کے معنی حضرت اقدسؑ سے دریافت کریں۔ اس بنا پر انہوں نے سوال کیا اور حضرت اقدسؑ نے اس کی تشریح فرمائی۔ (ایڈیٹر)

"میرے نزدیک رؤیا میں یہ بتانا کہ تبتّل کے معنی مجھ سے دریافت کیے جاویں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جو میرا مذہب اس بارہ میں ہے وہ اختیار کیا جاوے۔ منطقیوں یا نحویوں کی طرح معنے کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ حال کے موافق معنے کرنے چاہئیں۔ ہمارے نزدیک اس وقت کسی کو متبتّل کہیں گے جب وہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام اور رضا کو دنیا اور اس کی متعلقات و مکروہات پر مقدم کرے۔ کوئی رسم و عادت کوئی قومی اصول اس کا رہزن نہ ہو سکے نہ نفس رہزن ہو سکے۔ نہ بھائی نہ جورو نہ بیٹا نہ باپ۔ غرض کوئی شے اور کوئی متنفس اس کو خدا تعالیٰ کے احکام اور رضا کے مقابلہ میں اپنے اثر کے نیچے نہ لا سکے اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ایسا اپنے آپ کو کھو دے کہ اس پر فنائے اتم طاری ہو جاوے اور اُسکی ساری خواہشوں اور ارادوں پر ایک موت وارد ہو کہ خدا ہی خدا رہ جاوے۔ دنیا کے تعلّقات بسا اوقات خطرناک رہزن ہو جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی رہزن حضرت حوّا ہو گئی۔ پس تبتّل تام کی صُورت میں یہ ضروری امر ہے کہ ایک سُکر اور فنا انسان پر وارد ہو مگر نہ ایسی کہ وہ اسے خُدا سے گم کرے بلکہ خُدا میں گم کرے۔

غرض عملی طور پر تبتّل کی حقیقت تب ہی کھلتی ہے جبکہ ساری روکیں دُور ہو جائیں اور ہر ایک قسم کے حجاب دُور ہو کر محبت ذاتی تک انسان کا رابطہ پہنچ جاوے اور فناء اتم ایسی حاصل ہو جاوے۔ قیل و قال کے طور پر تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور انسانی الفاظ اور بیان میں بہت کچھ ظاہر کر سکتا ہے مگر مشکل ہے تو یہ کہ عملی طور پر اسے دکھا بھی دے جو کچھ وہ کہتا ہے۔ یُوں تو ہر ایک جو خدا کو ماننے والا ہے پسند بھی کرتا ہے اور کہہ بھی دیتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کو سب پر مقدّم کروں اور مقدّم کرنے کا مدعی بھی ہو سکتا ہے لیکن جب ان آثار اور علامات کا معائنہ کرنا چاہیں جو خدا کے مقدّم کرنے کے ساتھ ہی عطا ہوتے ہیں تو ایک مشکل کا سامنا ہوگا۔ بات بات پر انسان ٹھوکر کھاتا ہے خدا تعالیٰ کی راہ میں جب اس مال اور جان کے دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ ان سے ان کی جانوں اور مالوں یا اور عزیز ترین اشیاء کی قربانی چاہتا ہے حالانکہ وہ اشیاء ان کی اپنی بھی نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ مضائقہ کرتے ہیں۔ ابتداءً بعض صحابہ کو اس قسم کا ابتلاء پیش آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بناء مسجد کے واسطے زمین کی ضرورت تھی۔ ایک شخص سے زمین مانگی تو اس نے کئی عذر کرکے بتا دیا کہ میں زمین نہیں دے سکتا۔ اب وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا اور اللہ اور اس کے رسول کو سب پر مقدم کرنے کا عہد اس نے کیا تھا لیکن جب آزمائش اور امتحان کا وقت آیا تو اس کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ گو آخر کار اس نے وہ قطعہ دے دیا۔ تو بات اصل میں یہی ہے کہ کوئی امر محض بات سے نہیں ہو سکتا جب تک عمل اس کے ساتھ نہ ہو اور عملی طور پر صحیح ثابت نہیں ہوتا جب تک امتحان ساتھ نہ ہو۔

ہمارے ہاتھ پر بیعت تو یہی کی جاتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدّم کروں گا۔ اور ایک شخص کو جسے خدا نے اپنا مامور کر کے دنیا میں بھیجا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے جس کا نام حَکَم اور عَدَل رکھا گیا ہے' اپنا امام سمجھوں گا۔ اس کے فیصلے پر ٹھنڈے دل اور انشراحِ قلب کے ساتھ رضامند ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ عہد اور اقرار کرنے کے بعد بھی ہمارے کسی فیصلہ پر خوشی کے ساتھ رضامند نہیں ہوتا بلکہ اپنے سینہ میں کوئی روک اور اٹک پاتا ہے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اس نے پورا تبتّل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچا جو تبتّل کا مقام کہلاتا ہے بلکہ اس کی راہ میں ہوائے نفس اور دنیوی تعلقات کی روکیں اور زنجیریں باقی ہیں اور ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا جن کو پھاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے۔ جب تک وہ دنیا کے درخت سے کاٹا جاکر الوہیّت کی شاخ کے ساتھ پیوند حاصل نہیں کرتا اس کی سرسبزی اور شادابی محال ہے۔ دیکھو جب ایک درخت کی شاخ اس سے کاٹ دی جاوے تو

وہ پھل پھول نہیں دے سکتی خواہ اسے پانی کے اندر ہی کیوں نہ رکھو اور ان تمام اسباب کو جو پہلی صورت میں اس کے لیے مایۂ حیات تھے، استعمال کرو لیکن وہ کبھی بھی بار آور نہ ہوگی۔ اسی طرح پر جب تک ایک صادق کے ساتھ انسان کا پیوند قائم نہیں ہوتا وہ روحانیت کو جذب کرنے کی قوت نہیں پا سکتا جیسے وہ شاخ تنہا اور الگ ہو کر پانی سے سرسبز نہیں ہوتی اسی طرح پر یہ بے تعلق اور الگ ہو کر بار آور نہیں ہو سکتا۔ پس انسان کو متبتّل ہونے کے لیے ایک قطع کی ضرورت بھی ہے اور ایک پیوند کی بھی۔

خدا کے ساتھ اسے پیوند کرنا اور دنیا اور اس کے تمام تعلقات اور جذبات سے الگ بھی ہونا پڑے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ بالکل دنیا سے الگ رہ کر یہ تعلق اور پیوند حاصل کرے گا۔ نہیں بلکہ دنیا میں رہ کر پھر اس سے الگ رہے یہی تو مردانگی اور شجاعت ہے اور الگ ہونے سے مراد یہ کہ دنیا کی تحریکیں اور جذبات اس کو اپنا زیرِ اثر نہ کر لیں اور وہ ان کو مقدم نہ کرے بلکہ خدا کو مقدم کرے۔ دنیا کی کوئی تحریک اور روک اس کی راہ میں نہ آوے اور اپنی طرف اس کو جذب نہ کر سکے۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ دنیا میں بہت سی روکیں انسان کے لیے ہیں ایک جورو یا بیوی بھی بہت کچھ رہزن ہو سکتی ہے۔ خدا نے اس کا نمونہ بھی پیش کیا ہے۔ خدا نے صرف ایک ہی کی تعلیم دی تھی اس کا اثر پہلے عورت پر ہوا پھر آدم پر ہوا۔

غرض تبتّل کیا ہے؟ خدا کی طرف انقطاع کر کے دوسروں کو محض مُردہ سمجھ لینا۔ بہت سے لوگ ہیں جو ہماری باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ بجا اور درست ہے مگر جب ان سے کہا جاوے کہ پھر تم اس کو قبول کیوں نہیں کرتے تو وہ یہی کہیں گے کہ لوگ ہم کو برا کہتے ہیں۔ پس یہ خیال کہ لوگ اس کو برا کہتے ہیں یہی ایک رگ ہے جو خدا سے قطع کراتی ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں ہو اور اس کی عظمت اور جبروت کی حکومت کے ماتحت انسان ہو۔ پھر اس کو کسی دوسرے کی پرواہ کیا ہو سکتی ہے کہ وہ کیا کہتا ہے کیا نہیں؟ ابھی اس کے دل میں لوگوں کی حکومت ہے نہ خدا کی۔ جب یہ مشرکانہ خیال دل سے دور ہو جاوے پھر سب کے سب مُردے اور کیڑے سے بھی کمتر اور کمزور نظر آتے ہیں۔ اگر ساری دنیا مل کر بھی مقابلہ کرنا چاہے تو ممکن نہیں کہ ایسا شخص حق کو قبول کرنے سے رک جائے۔

تبتّل تام کا پورا نمونہ انبیاء علیہم السلام اور خدا کے ماموروں میں مشاہدہ کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح دنیا داروں کی مخالفتوں کے باوجود پوری بیکسی اور ناتوانی کے پرواہ تک نہیں کرتے، ان کی رفتار اور حالات سے سبق لینا چاہیے

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ ایسے لوگ جو بُرا نہیں کہتے مگر پورے طور پر اظہار بھی نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ لوگ بُرا کہیں گے، کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں؟ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ ابھی تک اُن کے قبول حق کی راہ میں ایک ٹھوکر کا پتھر ہے اور وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ ہیں جس کا پھل زہریلا اور ہلاک کرنے والا ہے اگر وہ دنیا داروں کو اپنا معبود اور قبلہ نہ سمجھتے تو ان سارے حجابوں کو چیر کر باہر نکل آتے اور کسی کے لعن طعن کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے اور کوئی خوف شماتت کا انہیں دامن گیر نہیں ہوتا بلکہ وہ خدا کی طرف دوڑتے۔ پس تم یاد رکھو کہ تم ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں خدا راضی ہے یا مخلوقِ خدا۔ جب تک یہ حالت نہ ہو جاوے کہ خدا کی رضا مقدم ہو جاوے اور کوئی شیطان اور رہزن نہ ہو سکے اس وقت تک ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے لیکن جب دنیا کی برائی بھلائی ہی نہ ہو بلکہ خدا کی خوشنودی اور ناراضگی اس پر اثر کرنے والی ہو یہ وہ حالت ہوتی ہے جب انسان ہر قسم کے خوف و حُزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں شامل ہو کر پھر اس سے نکل بھی جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کا شیطان اس لباس میں ہنوز اس کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن اگر وہ عزم کر لے کہ آئندہ کسی وسوسہ انداز کی بات کو سنوں گا ہی نہیں تو خدا اسے بچا لیتا ہے..... ٹھوکر لگنے کا عموماً یہی سبب ہوتا ہے کہ دوسرے تعلقات قائم تھے۔ ان کو پرورش کے لیے ضرورت پڑی کہ ادھر سے سُست ہوں۔ سُستی سے اجنبیت پیدا ہوئی۔ پھر اس سے تکبّر اور انکار تک نوبت پہنچی۔ تبتّل کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ آپؐ کو کسی کی مدح کی پرواہ نہ ذمّ کی۔ کیا کیا آپؐ کو تکالیف پیش آئیں مگر کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپؐ کو اس کام سے روک نہ سکا جو آپؐ خدا کی طرف سے کرنے آئے تھے۔ جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کر لے اور امتحان میں پاس نہ ہو لے کبھی بھی بے فکر نہ ہو۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص متبتّل ہوگا متوکّل بھی وہی ہوگا۔ گویا متوکل ہونے کے واسطے متبتّل ہونا شرط ہے کیونکہ جب تک اوروں کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ ان پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے اس وقت تک خالصۃً اللہ پر توکل کب ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ کامل توکّل ہو۔ جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتّل تھے ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم و قبائل کے سرداروں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اٹھا لیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی، یہ بڑا نمونہ ہے توکّل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لیے کہ اس میں خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنا لیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے۔ جب تک یہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے، جب یہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنا لیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنا دے گا۔ جائیداد کھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدّم کرنا تو تبتّل ہے اور پھر تبتّل اور توکّل توام ہیں۔ تبتّل کا راز ہے توکّل اور توکّل کی شرط ہے تبتّل۔ اور یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے۔"

(بحوالہ ملفوظات جلد دوم صہ ۳۵۷ تا ۳۶۳)

توحیدِ باری تعالیٰ کی

حیرت انگیز تاثیرات

مکرم و محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم ۔ مشنری انچارج جرمنی

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

قارئین کرام!

"حقیقت یہی ہے کہ توحید مذہب کی جان ہے۔ اگر کوئی شخص توحید کو اچھی طرح سمجھ لے تو مذہب کا بہت سا حصہ اس پر روشن ہو جاتا ہے اور اس کی فطرت اسے مذہب کی بہت سی تفصیلات کی طرف خود رہنمائی کر دیتی ہے"

(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۳)

تاہم

"توحید صرف یہی نہیں کہ الگ رہ کر خدا کو ایک جاننا۔ اس توحید کا تو شیطان بھی قائل ہے' بلکہ ساتھ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ عملی رنگ میں یعنی محبت کے کامل جوش سے اپنی ہستی کو محو کر کے خدا کی وحدت کو اپنے پر وارد کر لینا' یہی کامل توحید ہے جو مدار نجات ہے جس کو اہل اللہ پاتے ہیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۴،۶۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اول مرتبہ توحید کا تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جائے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے' خواہ زمین پر خواہ آسمان پر اس کی پرستش سے کنارہ کیا جائے۔

دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جائے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جائے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جائیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا۔ اگر یہ کلمات اس نیت سے کہے جائیں کہ جس سے حقیقی طور پر زید و بکر کو کچھ چیز سمجھا جائے تو یہ بھی شرک ہے۔

تیسری قسم توحید کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرنا۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۶۶-۶۵)

قارئین کرام!

"شرک کا باعث اصل میں انسانی پیدائش کے مقصد کو نہ سمجھنا ہے۔ مشرک خدا پر بھی بدظنی کرتا ہے اور اپنے نفس پر بھی۔ شرک کے عقیدہ کی بنیاد ہی اس اصل پر ہے کہ خدا تعالیٰ تک ہم بغیر واسطہ کے نہیں پہنچ سکتے اور نہ وہ ہم تک بغیر واسطہ کے پہنچ سکتا ہے۔ اسلام اس تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ وہ نہ خدا پر بدظنی کرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ اپنے نفس کی طاقتوں کی مایوسی کی۔ خدا تعالیٰ نے بندہ کو اپنے تک پہنچنے کے لیے پیدا کیا ہے اور وہ اپنے اور اس کے درمیان کسی حائل ہونے والی ہستی کو برداشت نہیں کر سکتا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۴، صفحہ ۵۵)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کی آیت لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۲۳) یعنی اے مخاطب اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا ورنہ تو الزام لگوا کر اور نصرتِ الٰہی سے محروم ہو کر بیٹھ جائے گا، کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک سب گناہ دراصل شرک ہی کی شاخیں ہیں۔ گناہ کا مرتکب انسان اسی لیے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر کامل ایمان اور توکل نہیں رکھتا۔ توحید کا مسئلہ نیکیوں کے لیے بطور ایک بیج کے ہے تمام مذاہب اور تمام اخلاق اسی مرکز کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اگر توحید کا عقیدہ نہ اختیار کیا جائے تو قانونِ قدرت اور قانونِ شریعت دونوں کی بنیادیں ہل جاتی ہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۸۶)

جب تمام گناہ شرک ہی کی شاخیں ہیں تو قرآن کریم کی تہدید اور تنبیہ شرک کے مرتکب کے حقیقتاً رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ

مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ○ ———— (النسآء ۴۹)

یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک قرار دیا جائے اور جو گناہ اس سے ادنیٰ ہو اسے جس کے حق میں چاہے گا معاف کر دے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا ہو تو سمجھو کہ اس نے بہت بڑی بدی کی بات بنائی۔

اِس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"یہ جو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ میں شرک نہیں بخشوں گا اس کا مفہوم نادانوں نے تو اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ اس سے بُت پرستی مُراد ہے۔ نہیں اتنی ہی بات نہیں بلکہ اس سے وہ سب محبوب مراد ہیں جو انسان اپنے لیے بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ جب انہیں ذرا بھی تکلیف یا مصیبت پہنچے یا کوئی اولاد مر جائے تو فوراً خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں اور شکوہ و شکایت کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ سخت مشرک اور اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔ پس تم ایسے مت بنو اور اس قسم کے خیالات کو دل سے نکال دو اور اس کی ترکیب یہی ہے کہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی نمازوں میں دعائیں کرو اور اس کی توفیق چاہو.... میں پھر کہتا ہوں اسلام کی اصل جڑ توحید ہے یعنی خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو اور خدا اور اس کے رسولوں پر طعن کرنے والا نہ ہو۔ خواہ کوئی بلا یا مصیبت اس پر آئے، کوئی دکھ یا تکلیف اٹھائے مگر اس کے منہ سے شکایت نہ نکلے....."

(ملفوظات جلد ۹ - صہ ۱۱۶-۱۱۷)

"انسان میں توحید قبول کرنے کی استعداد اس آگ کی طرح رکھی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے اور رسول کا وجود چقماق کی طرح ہے جو اس پتھر پر ضربِ توجہ لگا کر اس آگ کو باہر نکالتا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی چقماق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہو سکے۔ توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے۔ خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے"

(حقیقة الوحی صہ ۱۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

"اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کی متاع رسول کے دامن سے ہی دنیا کو ملتی ہے۔ بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی ان کو نجاست سے اٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا اور جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے ان کے آگے روحانی اعلیٰ درجے کی غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیے۔ ان کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا، پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر ان کے لیے نشان ظاہر کیے کہ ان کو خدا دکھلا دیا اور ان میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ انہوں نے فرشتوں سے ہاتھ ملائے۔ یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی امت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ ان کے صحبت یاب ناقص رہے"

(حقیقہ الوحی صہ ۱۱۸)

قارئین کرام !

"ہر نبی دنیا میں توحید کے قیام کے لیے مبعوث ہوتا ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رنگ میں توحید کو قائم کیا اور جو جذبۂ غیرت اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق آپ کے اندر پایا جاتا تھا اس کی مِثال کسی اور نبی میں ہمیں نظر نہیں آتی .... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس غیرت کا جو آپ کو توحید کے متعلق تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نازک سے نازک مواقع پر بھی توحید کا سبق دیا۔ جنگِ اُحد کے موقعہ پر مسلمانوں کو خدا نے فتح دی اور کفّار بھاگ گئے ...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ایک گروہ کو ایک درّہ میں کھڑا کیا تھا اور انہیں تاکیدی حکم دیا کہ تم نے اس جگہ سے نہیں ہلنا خواہ ہمیں فتح ہو یا شکست۔ ہم مارے جائیں یا زندہ رہیں تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا۔ مسلمانوں میں جہاد کا بڑا جوش تھا اور اب بھی ہے۔ جب اسلام کو فتح حاصل ہوئی تو جو لوگ اس درّہ پر کھڑے تھے انہوں نے اپنے افسر سے کہا ہمیں بھی تھوڑا بہت جہاد میں حصّہ لینے کی اجازت دیں اسلام کو فتح حاصل ہو گئی ہے اور اب کوئی خطرہ باقی نہیں رہا.... افسر نے کہا .... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ اس جگہ کو نہ چھوڑا جائے اس لیے آپ کی ہدایت کے مطابق ہمیں یہیں ٹھہرنا چاہیے۔ مگر انہوں نے یہ بات نہ مانی اور اپنی غلطی پر انہوں نے اس قدر اصرار کیا کہ اپنے افسر سے کہا آپ ٹھہرے رہیں ہم تو جاتے ہیں۔ چنانچہ اکثر اُن میں سے چلے گئے۔ صرف افسر اور اس کے چند ساتھی باقی رہ گئے۔ جب کفار کا لشکر بھاگا، خالد بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ بھاگے جا رہے تھے تو اچانک ان کی نگاہ اس درّہ پر پڑی اور وہ خالی نظر آیا۔ آپ کے ساتھ عمرو بن العاص بھی تھے۔ آپ نے عمرو سے کہا ہمیں اعلیٰ درجہ کا موقعہ مل گیا ہے۔ عمرو نے بھی اس طرف دیکھا اور دونوں اپنا اپنا دستہ لے کر واپس لوٹے۔ خالد بن ولید نے ایک طرف سے چکر لگا کر درّہ پر حملہ کیا اور عمرو بن العاص نے دوسری طرف سے اور درہ پر جو چند آدمی تھے ان کو مار کر انہوں نے مسلمانوں پر پُشت کی طرف سے حملہ کر دیا۔ مسلمان اس درّہ کی طرف سے خود کو محفوظ سمجھتے تھے اور تتّر بتّر ہو چکے تھے .... جب خالد بن ولید اور عمرو بن العاص نے ان کی پیٹھ پر حملہ کیا تو اکیلا اکیلا مسلمان پورے دستہ کے سامنے آگیا کچھ مسلمان مارے گئے اور کچھ زخمی ہو گئے اور باقیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ خصوصاً جب حملہ کرتے کرتے دشمن

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو آپ کے پاس اس وقت صرف بارہ آدمی تھے.... اس حملہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دانت بھی ٹوٹے اور آپ کی خود میں بھی ایک پتھر لگا جس کی وجہ سے خود کا ایک کیل آپ کے سر میں دھنس گیا جس سے آپ بے ہوش ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے۔ آپ کے پاس جو صحابہ کھڑے تھے ان کی لاشیں آپ کے اُوپر آ پڑیں اور آپ کا جسم اطہر نیچے چُھپ گیا اور مسلمانوں میں شور مچ گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کے قدم پہلے ہی اکھڑے ہوئے تھے اس خبر نے ان کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ جب کفار میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مارے جا چکے ہیں تو اس کے بعد انہوں نے مزید حملہ نہ کیا بلکہ یہی مناسب سمجھا کہ اب جلدی مکہ کو لوٹ چلیں اور لوگوں کو یہ خوشخبری سُنائیں کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مارے جا چکے ہیں۔

جب مسلمانوں کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو وہ جلدی جلدی واپس لوٹے اور انہوں نے آپ کے اُوپر سے لاشوں کو ہٹایا۔ معلوم ہوا کہ آپ ابھی زندہ ہیں اور سانس لے رہے ہیں۔ اس وقت سب سے پہلے آپ کے خود کا کیل نکالا گیا۔ یہ کیل نکلتا نہیں تھا۔ آخر ایک صحابی نے اپنے دانتوں سے نکالا جس کی وجہ سے ان کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ پھر آپ کے منہ پر پانی چھڑکا گیا تو آپ ہوش میں آ گئے۔ اکثر صحابہ تو تتر بتر ہو چکے تھے صرف چند صحابہ کا گروہ آپ کے پاس تھا... آپ ان کو لے کر ایک پہاڑی کے دامن میں چلے گئے اور پھر باقی لشکر بھی آہستہ آہستہ اکٹھا ہونا شروع ہوا۔

کفار کا لشکر جب واپس جا رہا تھا تو ابوسفیان نے بلند آواز سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا اور کہا کہ ہم نے اسے مار دیا ہے صحابہ نے جواب دینا چاہا مگر آپ نے ان کو روک دیا.... جب ابوسفیان کو کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا کہ ہم نے ابوبکر کو بھی مار دیا ہے۔ آپ نے پھر صحابہ کو جواب دینے سے روک دیا.... ابوسفیان کو جب پھر کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا کہ ہم نے عمر کو بھی مار دیا ہے حضرت عمر بڑی تیز طبیعت کے تھے آپ بولنے لگے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو منع کر دیا جب ابوسفیان نے دیکھا کہ کوئی جواب نہیں آیا تو اس نے نعرہ مارا اُعْلُ ھُبَل اُعْلُ ھُبَل یعنی ھُبَل دیوتا جسے ابوسفیان بڑا سمجھتا تھا اس کی شان بلند ہو (یعنی آخر ہمارے ھُبَل نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو مار دیا ہے) صحابہ کو چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنے اور جواب دینے سے منع فرمایا تھا اس لیے وہ اب بھی خاموش رہے مگر خدا کا وہ رسول جس نے اپنی موت کی خبر سن کر کہا تھا کہ خاموش رہو جواب مت دو، حضرت ابوبکر کی موت کی خبر سن کر کہا تھا خاموش رہو جواب مت دو، حضرت عمر کی موت کی خبر سن کر کہا تھا خاموش رہو جواب مت دو اور جو بار بار کہتا تھا کہ اس وقت ہمارا لشکر پراگندہ ہے اور خطرہ ہے کہ دشمن پھر حملہ نہ کر دے اس لیے خاموشی کے ساتھ اس کی باتیں سنتے چلے جاؤ۔ اُس مقدّس انسان کے کانوں میں جب یہ آواز پڑی اُعْلُ ھُبَل اُعْلُ ھُبَل۔ ھبل کی شان بلند ہو، ھبل کی شان بلند ہو تو اس کے جذبۂ توحید نے جوش مارا کیونکہ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال نہیں تھا اب ابوبکر اور عمر کا سوال نہیں تھا، اب اللہ تعالیٰ کی عزت کا سوال تھا۔ آپ نے بڑے جوش سے فرمایا تم کیوں جواب نہیں دیتے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہو

اَللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ

ھُبَل کیا چیز ہے خدا تعالیٰ کی شان بلند ہے، خدا تعالیٰ کی شان بلند ہے۔ یہ کتنا شاندار مظاہرہ ہے آپ کے جذبۂ توحید کا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صد ۳۴۲-۳۴۰)

"جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ کا مقام دیکھ لیتا ہے وہ خود بھی توحید کے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ توحید کے مقام پر کھڑا ہونے کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح اپنی توحید اور تفرید سے محبت ہے اسی طرح انسان سے بھی محبت ہے اور وہ اس کے مقابلہ میں ساری دنیا کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ یہی وہ مقام ہے جسے حدیثِ قدسی میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محمد رسول اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا .... پھر اس لحاظ سے بھی آپ توحید کے مقام پر تھے کہ توحید کے قیام کے لیے آپ نے اس قدر جدوجہد کی کہ دنیا و مافیہا آپ کی نظروں سے غائب ہو گئے اور خدا ہی خدا آپ کو نظر آنے لگا۔ اور پھر اس لحاظ سے بھی آپ توحید کے مقام پر تھے کہ توکل کا بلند ترین مقام آپ کو حاصل تھا اور آپ کی نظر خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف اٹھتی نہیں تھی۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ - صد ۲۳۷،۲۳۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین محکم اور توکل کے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ مثلاً غطفان کا واقعہ ہے،

"ایک شخص نے ارادہ کیا کہ وہ آپ کو قتل کیے بغیر گھر واپس نہ جائے گا۔ وہ چھپتا چھپتا اسلامی لشکر کے پیچھے چلا آیا تاکہ موقعہ ملنے پر آپ پر حملہ کرے مگر اسے کوئی موقعہ نہ ملا یہاں تک کہ صحابہ مدینہ کے قریب جا پہنچے۔ وہ چونکہ مسلمانوں کا اپنا علاقہ تھا صحابہ نے احتیاط کا پہلو پوری طرح ملحوظ نہ رکھا ایک دن دوپہر کے وقت صحابہ دور دور پھیل گئے اور مختلف درختوں کے نیچے چادریں تان کر سو گئے۔ اس نے یہ موقع غنیمت سمجھا آگے بڑھا اور جس درخت کے نیچے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے وہاں پہنچ کر اس نے درخت

سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اتار لی اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگا کر کہا بتاؤ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی تذبذب کے لیٹے لیٹے نہایت اطمینان اور یقین کے ساتھ فرمایا ''اللہ'' بظاہر یہ ایک معمولی بات ہے تم خود کسی دشمن کے سامنے اللہ کہہ کر دیکھ لو اس پر کوئی بھی اثر نہیں ہوگا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وثوق اور ایمان اور یقین کے ساتھ اللہ کہا وہ ایسا زبردست تھا کہ دشمن نے صرف آپ کی زبان سے اللہ کا لفظ نہیں سُنا بلکہ اس نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کھڑا ہے۔ اس کا ہاتھ کانپ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً تلوار کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا اب بتاؤ تم کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اس نے کہا آپ ہی رحم کریں تو کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تم نے سن کر بھی سبق حاصل نہ کیا۔ تم کہہ سکتے تھے کہ اللہ مجھے بچا سکتا ہے مگر تم نے میری زبان سے یہ بات سننے کے باوجود اللہ کا لفظ استعمال نہیں کیا۔" ——— (تفسیر کبیر جلد ۹ صد ۱۲۴۔۱۲۳)

پھر

واقعہ غارِ ثور کا ہے۔ دشمن سر پر آ پہنچا ہے۔ ابوبکر گھبرا رہے ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تحزن اِنّ اللّٰہ معنا گھبرانے کی کون سی بات ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کی معیت کے ہوتے ہوئے یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ آتے ہیں اور خائب و خاسر چلے جاتے ہیں۔ یہ کمال یقین ہی تھا کہ دشمن سر پر کھڑا ہے اس کی آوازیں کانوں میں پہنچ رہی ہیں مگر آپ فرما رہے ہیں لا تحزن ان اللہ معنا۔ (گھبرانے کی کون سی بات ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے) ——— (تفسیر کبیر جلد ۹۔ صد ۱۲۳)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی ذات پر حقیقی ایمان اور یقین کامل اور اس پر توکل کی انقلاب انگیز تاثیرات کا مشاہدہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ آپ کے صحابہ اور ان کے بعد چودہ سو سالہ اسلام میں پیدا ہونے والے اولیاء اور مجددین بھی اس نعمتِ عظمیٰ کا مثالی نمونہ پیش کر کے گم گشتگان راہ کے لیے روشنی کا مینار بنتے رہے ہیں۔

"یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کا قرب پاکر آیات بیّنٰت کا مقام حاصل کر گئے اور ان میں سے ہر شخص کو دیکھ کر لوگ اپنا ایمان تازہ کرتے تھے۔ پھر جب ان کا نور دھندلا ہوا تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو ہمارے اندر پیدا کیا۔ (اور آپ کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یقین کامل اور اسی پر توکل تام کے مشاہدہ سے) آپ کا وجود ہمارے لیے آیات مبیّنٰت بن گیا اور جو شخص بھی اس کے پاس بیٹھا اس کو (خدا تعالیٰ) قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی نظر آگئی"

اس سلسلہ میں مثال کے طور پر دو واقعات پیش کرتا ہوں

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب کرم دین بھیں والا مقدمہ ہوا تو مجسٹریٹ ہندو تھا۔ آریوں نے اسے ورغلایا اور کہا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ضرور کچھ نہ کچھ سزا دے اور اس نے ایسا کرنے کا وعدہ بھی کر لیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب (جو غالباً آپ کے اس مقدمہ میں وکیل تھے) نے یہ بات سنی تو ڈر گئے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں گورداسپور حاضر ہوئے جہاں مقدمہ کے دوران میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے اور کہنے لگے، حضور بڑے فکر کی بات ہے آریوں نے مجسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ سزا دینے کا وعدہ لے لیا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا خواجہ صاحب خدا کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ میں خدا کا شیر ہوں وہ مجھ پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو مجسٹریٹ تھے جن کی عدالت میں یکے بعد دیگرے یہ مقدمہ پیش ہوا، اور ان دونوں کو بڑی سخت سزا ملی۔ ان میں سے ایک تو معطل ہوا اور ایک کا بیٹا دریا میں ڈوب کر مر گیا اور وہ اس غم میں نیم پاگل ہو گیا۔" (تفسیر کبیر جلد ۶۔ صد ۲۵۹)

دوسرا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیے :

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دفعہ کپورتھلہ کے احمدیوں اور غیر احمدیوں کا وہاں ایک مسجد کے متعلق مقدمہ ہو گیا جس جج کے پاس یہ مقدمہ تھا۔ اس نے مخالفانہ رویہ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ اس پر کپورتھلہ کی جماعت نے گھبرا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کے لیے خط لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے جواب میں انہیں تحریر فرمایا کہ اگر میں سچا ہوں تو مسجد تم کو مل جائے گی۔ مگر دوسری طرف جج نے اپنی مخالفت بدستور جاری رکھی اور آخر اس نے احمدیوں کے خلاف فیصلہ لکھ دیا۔ مگر دوسرے دن جب وہ فیصلہ سنانے کے لیے عدالت میں جانے کی تیاری کرنے لگا تو اس نے نوکر سے کہا مجھے بوٹ پہنا دو۔ نوکر نے ایک بوٹ پہنایا اور دوسرا ابھی پہنا ہی رہا تھا کہ کھٹ کی آواز آئی۔ اس نے اوپر دیکھا تو جج کا ہارٹ فیل ہو چکا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد دوسرے جج کو مقرر کیا گیا اور اس نے پہلے فیصلہ کو بدل کر ہماری جماعت کے حق میں فیصلہ کر دیا جو دوستوں کے لیے ایک بہت بڑا نشان ثابت ہوا اور ان کے ایمان آسمان تک جا پہنچے۔" (تفسیر کبیر جلد ۷۔ صد ۲۸۔۲۷)

قارئین کرام!

"جب مختلف مذاہب کی تعلیمیں مختلف ہیں ان کے خیالات مختلف ہیں تو اس حالت میں امن اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک لوگوں کے اندر حقیقی مواخات (اور بھائی چارہ) پیدا نہ ہو اور حقیقی مواخات (اور بھائی چارہ) ایک خدا

کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے .... حقیقت یہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت کا سبق الگ کر کے نہیں دیا بلکہ آپ نے اصل میں توحید کا سبق دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں اخوت پیدا ہو گئی۔ مثلاً جب میں نماز میں کہوں الحمد للہ رب العلمین، سب تعریف اسی اللہ کی ہے جو عیسائیوں کا بھی رب ہے، ہندوؤں کا بھی رب ہے، یہودیوں کا بھی رب ہے تو میرے دل میں ان قوموں کی نفرت کس طرح ہو سکتی ہے..... جب کہ میں تمام اقوام، تمام ملکوں اور تمام لوگوں میں حسن تسلیم کروں گا تو یہ ممکن ہی نہیں کہ میں ان سے عداوت رکھ سکوں۔ پس الحمد للہ رب العلمین میں بتا دیا گیا ہے کہ اگر حقیقی توحید قائم ہو اور رب العلمین کی حمد سے زبان تر ہو تو یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی قوم کا کینہ انسان کے دل میں رہے اور ایک طرف تو وہ ان کی بربادی کی خواہش رکھے اور دوسری طرف ان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف بھی کرے...."

(تفسیر کبیر جلد ۷، صہ ۵۶-۵۵)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ السلام نے مدینہ میں آکر پہلا کام ہی یہ کیا تھا کہ جائیداد والوں کو بے جائیداد والوں کا بھائی بنا دیا! انصار جائیدادوں کے مالک تھے اور مہاجر بے جائیداد تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور مہاجرین میں مواخات قائم فرما دی اور ایک ایک جائیداد والے کو ایک ایک بے جائیداد والے سے ملا دیا اور اس میں بعض لوگوں نے تو اتنا غلو کیا کہ دولت تو الگ رہی بعض کی اگر دو بیویاں تھیں تو انہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کی خدمت میں یہ پیشکش کی کہ وہ ان کی خاطر اپنی ایک بیوی کو طلاق دینے کے لیے تیار ہیں، وہ ان سے بے شک شادی کر لیں۔ یہ (مواخات) مساوات کی پہلی مثال تھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جاتے ہی قائم فرمائی کیونکہ حکومت کی بنیاد دراصل مدینہ میں ہی پڑی تھی۔ اس زمانہ میں زیادہ دولتیں نہ تھیں۔ یہی صورت تھی کہ امیر اور غریب کو اس طرح ملا دیا جائے کہ ہر شخص کو کھانے کے لیے کوئی چیز مل سکے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۷، صہ ۳۳۴)

"لوگوں نے غلطی سے دین کے معنوں کو بہت محدود کر دیا ہے حالانکہ دین اس لیے نازل ہوا کہ انسان کا خدا سے تعلق پیدا کرے اور خدا تعالیٰ بغیر کسی خدمت کے بندہ سے نہیں ملتا بلکہ وہ یتیم کی پرورش کرنے سے ملتا ہے، وہ بیوہ کی خدمت کرنے سے ملتا ہے، وہ کافر کو تبلیغ کرنے سے ملتا ہے، وہ مومن کو مصیبت سے نجات دلانے سے ملتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ صہ ۲۸-۲۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے درمیان اخوت پیدا کرنے کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ آپ کی اس تعلیم اور نظام سے صحابہ میں وہ انقلاب پیدا ہوا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مواخات اور مواسات اور اپنے پر دوسرے کو ترجیح دینے کی ایک زبردست مثال جو تاریخ اسلامی نے محفوظ کر دی ہے پیش کرتا ہوں:

"حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ.... ابو جہل کے بیٹے تھے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤیا میں دکھایا گیا تھا کہ ایک فرشتہ انگوروں کا ایک خوشہ آپ کے پاس لایا ہے آپ نے خواب میں ہی دریافت فرمایا کہ یہ خوشہ کس کے لیے لائے ہو۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ میں یہ خوشہ ابو جہل کے لیے لایا ہوں۔ آپ گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں آپ کی آنکھ کھل گئی۔ کیا خدا تعالیٰ کا رسول اور اس کا دشمن ایک ہی صف میں کھڑے ہیں کہ اس کے لیے بھی جنت سے انگوروں کا خوشہ آرہا ہے اور اس کے لیے بھی جنت سے انگوروں کا خوشہ آرہا ہے۔

جب بعد میں عکرمہ مسلمان ہوئے تو آپ نے فرمایا، اب میری خواب کی تعبیر مجھ پر کھل گئی ہے۔ ابو جہل سے مراد اس کا بیٹا عکرمہ تھا جو اسلام لایا۔ پھر عکرمہ اپنے اسلام میں اتنے ترقی کر گئے کہ جب بعد میں عیسائیوں سے جنگیں ہوئیں تو ایک موقعہ پر صحابہ نے فیصلہ کیا کہ یکدم دشمن کے قلب پر حملہ کیا جائے تاکہ وہ آئندہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ جو لوگ اس غرض کے لیے چنے گئے ان میں عکرمہ بھی تھے۔ تاریخ میں آتا ہے کہ جس طرح عقاب چڑیا پر جھپٹا مارتا ہے اسی طرح یہ لوگ دشمن پر حملہ کر کے قلب لشکر میں پہنچ گئے۔ یہ لوگ صرف ساٹھ تھے اور دشمن کا لشکر ساٹھ ہزار کی تعداد میں تھا اور کمانڈر انچیف سے روم کے بادشاہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم نے مسلمانوں پر فتح پائی تو میں اپنی آدھی سلطنت دے دوں گا اور اپنی بیٹی کی تم سے شادی کر دوں گا۔ مگر یہ ساٹھ آدمی صفوں کو چیرتے اور دشمن کو قتل کرتے ہوئے عین قلب لشکر میں پہنچ گئے اور انہوں نے جرنیل کو مار ڈالا اور عیسائی فوج مرعوب ہو کر بھاگ گئی۔ مگر چونکہ یہ لوگ ساٹھ ہزار تلواروں میں سے گزرے تھے اس لیے زخمی ہو کر گر گئے۔ جب جنگ کے بعد مسلمان ان لوگوں کی خبر لینے کے لیے گئے تو انہوں نے ان میں سے چند زخمیوں کو میدان میں پڑے پایا۔ وہ گرم ملک تھا اور شاید وقت بھی گرمی کا تھا۔ پھر ہزاروں آدمیوں میں سے راستہ نکالنے اور تلواریں مارتے چلے جانے سے ان کے جسموں سے پسینہ بھی کثرت سے نکلا جس کی وجہ سے انہیں بڑی شدت سے پیاس لگی ہوئی تھی۔ زبانیں ان کی باہر نکلی ہوئی تھیں اور وہ پانی کے لیے تڑپ رہے تھے ایک مسلمان سپاہی نے عکرمہ کو پہچان لیا اور پانی کی چھاگل لے کر ان کے پاس گیا اور کہا آپ کو پیاس لگی ہوئی ہے پانی پی لیں۔ عکرمہ نے دوسری طرف نگاہ ڈالی تو ایک اور

مسلمان بھی پیاس کی وجہ سے تڑپ رہا تھا۔ انہوں نے پانی کا کوئی قطرہ پیئے بغیر اس سپاہی سے کہا وہ دیکھو ایک اور پرانا مسلمان پیاس کی وجہ سے تڑپ رہا ہے وہ مجھ سے زیادہ مستحق ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اس کو پانی پلاؤ۔ چنانچہ وہ مسلمان سپاہی دوسرے زخمی مسلمان کے پاس گیا اور اس سے پانی پینے کے لیے کہا مگر اس نے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے میرے پہلو میں جو مسلمان ہے اس کے پاس جاؤ اور اس کو پانی پلاؤ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ مستحق ہے چنانچہ وہ اگلے مسلمان کے پاس گیا لیکن اس نے بھی انکار کر دیا اور اگلے مسلمان کو پانی پلانے کو کہا۔ غرض وہ مسلمان سپاہی چھاگل لے کر ان میں سے ہر ایک کے پاس گیا لیکن ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو پانی پلانے کے لیے کہا۔ جب وہ آخری مسلمان کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ پھر وہ عکرمہ کی طرف لوٹا تو ان کی جان بھی نکل چکی تھی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد ۲ صد ۵۲۲)

اب دیکھو یہ کتنی بڑی قربانی تھی جو عکرمہ نے کی اور یہ دیکھنے والوں کے لیے کتنا بڑا نشان تھا۔ جب مسلمانوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ سنا ہوگا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک فرشتہ انگوروں کا ایک خوشہ لایا ہے اور جب میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشہ کس کے لیے ہے تو اس نے جواب دیا ابوجہل کے لیے جس کی وجہ سے میں گھبرا گیا اور اسی گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے کہا کیا خدا تعالیٰ کا دشمن اور اس کا رسول برابر ہو سکتے ہیں اور پھر بعد میں انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا ہوگا کہ کس طرح عکرمہ نے خطرناک حالات میں اپنی جان کی قربانی پیش کی۔ وہ پانی کے ایک قطرہ کے لیے تڑپتے ہوئے فوت ہو گئے لیکن پانی کو اس لیے نہیں چھوا کہ جب تک میرے دوسرے مسلمان بھائی سیر نہ ہو جائیں میں پانی نہیں پیؤں گا تو ان کا ایمان کس طرح بڑھا ہوگا انہوں نے کہا ہوگا کہ اول تو عکرمہ کا اسلام لانا ہی ناممکن تھا اور پھر ان کا اسلام لانے کے بعد اتنا بڑا اخلاص پیدا کرنا اور اتنی بڑی قربانی کرنا ناممکن تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رؤیا دکھایا تھا اس نے وہ پورا کر دکھایا۔ اس رؤیا کے یہی معنے تھے کہ انگور کے اندر چونکہ پانی ہوتا ہے اس لیے وہ پانی کی پیاس میں مریں گے اور اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے انہیں جنت کے انگوروں کے خوشے چوسائیں گے پس یہ واقعہ یقیناً آیات مبینات میں سے تھا جسے دیکھ کر مسلمانوں کے ایمان خدا تعالیٰ پر اور اسلام کی سچائی پر اور زیادہ پختہ ہو گئے۔ اس قسم کے نشانات کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لقد انزلنا آیات مبینٰت ہم نے قرآن کریم کے ذریعہ ایسے نشانات نازل کیے ہیں جو خدا تعالیٰ کو بے نقاب کر کے انسان کے سامنے کھڑا کر دیتے ہیں۔ غیروں کے لیے تو خدا تعالیٰ ایک پوشیدہ چیز ہے مگر مسلمانوں کے لیے وہ پوشیدہ چیز نہیں کیونکہ وہ نشانات کے ذریعہ ان کے سامنے آجاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶۔ صد ۳۵۶-۳۵۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"اسلام کا بڑا بھاری مقصد خدا کی توحید اور جلال زمین پر قائم کرنا ہے اور شرک کا بکلّی استیصال کرنا اور تمام متفرق فرقوں کو ایک کلمہ پر قائم کر کے ان کو ایک قوم بنا دینا ہے۔"

(پیغام صلح صد ۳۱)

چنانچہ اس مقصد کو اس زمانہ میں حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا :

"خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس"

اس کے معنے بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں :

"توحید کو پکڑو، توحید کو پکڑو اے ابناء فارس۔ یعنی توحید کی راہیں صاف کرو اور توحید سکھلاؤ اور توحید جو دنیا سے گری جاتی ہے اور کم ہوتی جاتی ہے اس کو پکڑو کہ یہی سب سے مقدم ہے اور اسی کو لوگ بھول گئے ہیں۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول حاشیہ صد ۵۵،۵۴)

پھر آپ فرماتے ہیں :

"بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انہیں کہا جاوے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے؟ ...."میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں....

جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کو ماننے والا ہے (خدا کو واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جائے۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لاالٰہ الا اللہ کا قائل نہیں (بدر جلد ۶، نمبر ۱ و ۲ صد ۱۲) کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اس میں بغض کینہ حسد ریا وغیرہ کے بُت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا مؤحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت تکبّر، خود پسندی، ریاکاری، کینہ و عداوت، حسد و بخل، نفاق و بدعہدی وغیرہ دور ہو جاویں جب تک یہ بُت

باقی صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مقالہ خصوصی

پاکستان کی ایک "دینی" جماعت کے انتخابی ہتھکنڈے

پاکستان کے حالیہ عام انتخابات میں جماعت اسلامی کے قائم کردہ "پاکستان اسلامک فرنٹ" سمیت دینی جماعتوں کا کوئی انتخابی اتحاد بھی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کرسکا۔ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں ایک ایک دو دو نشستوں کے سوا کسی دینی جماعت کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ اس طرح یہ امر دو اور دو چار کی طرح واضح ہوگیا کہ مختلف فرقوں کے علماء اور ان کے سیاسی پروگراموں کو عوام کی تائید حاصل نہیں ہے اور وہ انہیں اس قابل نہیں سمجھتے کہ کاروبارِ مملکت کو صحیح خطوط پر چلانے میں وہ ان کی رہنمائی کرسکیں۔ اس ضمن میں ہم جس بات کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے "پاکستان اسلامک فرنٹ" نے انتخابات میں فیصلہ کن کامیابی حاصل کرنے اور پاکستان کے سیاسی منظر پر چھا جانے کی بے سُود کوشش میں جو ہتھکنڈے استعمال کیے انہیں قوم کے سنجیدہ طبقے نے قطعاً پسند نہیں کیا اور قومی پریس میں بھی ان پر بہت لے دے ہوئی ہم اس بارہ میں اپنی طرف سے کچھ کہے بغیر جماعت اسلامی کے ایک پرانے مداح جناب مجیب الرحمٰن شامی کے ایک اخباری کالم بعنوان "اسلامک فرنٹ کا مستقبل" کے بعض اقتباسات یہاں درج کرتے ہیں۔ شامی صاحب نے اپنے اس کالم میں لکھا :

- "قاضی صاحب (مُراد قاضی حسین احمد صاحب، امیر جماعت اسلامی۔ ناقل) نے جماعت اسلامی کو "اسلامی فرنٹ" کا لبادہ اوڑھا دیا، خیال کیا کہ اس فرنٹ کو وہ ایک بڑی طاقت کے طور پر سامنے لے آئیں گے۔ اس فرنٹ نے وہ سب کچھ کیا جو دوسری بڑی جماعتیں کر رہی تھیں۔ بے پناہ وسائل خرچ کیے گئے، اخبارات کو اشتہارات سے بھر دیا گیا۔ بہت کچھ ایسا بھی کیا جو نہ پیپلز پارٹی کرپائی نہ مسلم لیگ کو سوجھ سکا۔ پایۂ ثقاہت سے گرے ہوئے شخصی ترانے بنائے اور بجائے گئے۔ انتخابات سے ایک دن پہلے چار اُردو اخبارات کے صفحۂ اوّل کو ایک خصوصی سپلیمنٹ کے لیے حاصل کیا گیا۔ چار رنگی تصویروں کے ساتھ قاضی صاحب کی شخصیت کا مبالغہ آمیز تذکرہ کیا گیا۔ اس پر لاکھوں کا خرچ اٹھا۔ پوری انتخابی مہم نے قاضی صاحب کو اس طرح اٹھایا کہ وہ ایک لیڈر اور قائد کی بجائے کچھ اور نظر آئے۔ "ظالمو! قاضی آرہا ہے" نے ایک مضحکہ خیز نعرے کی شکل اختیار کرلی۔
لاہور میں میاں نواز شریف کے (اسلامی فرنٹ سے تعلق رکھنے والے۔ ناقل) مخالف امیدوار نے جو دھما چوکڑی مچائی اور جن الفاظ میں اُن پر اور اُن کے خاندان پر حملے کیے اُس پر اخلاق اور شرافت نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ راولپنڈی میں شیخ رشید کے خلاف اس طرح کی مہم چلائی گئی کہ شیخ صاحب جیسا لاابالی نوجوان "شرافت کا پُتلا" نظر آنے لگا۔ ان کے خلاف جو اندازِ گفتگو اپنایا گیا اُس نے ان کی رنگینی بھُلا دی۔ ٹی وی چینل پر قبضہ کرکے کئی گھنٹے تک جناب شیخ کے ساتھ جس طرح لفظوں کی کبڈی کھیلی گئی اس نے اُلٹا ان کے بارہ میں ہمدردی پیدا کردی۔"
- "اسلامی فرنٹ بناکر جن نتائج کے حصول کی توقع کی جارہی تھی وہ ایک فیصد بھی پورے نہیں ہوئے۔ فرنٹ کے انداز اور گفتار سے جماعت اسلامی کا اپنا ووٹر بھی بھاگ گیا۔ اس کو اِس کے مقابلے میں نواز مسلم لیگ قریب تر محسوس ہوئی۔ اب یہ کہنا کہ مستقبل ہمارے تجزیہ کو درست ثابت کرے گا پرلے درجہ کی ناانصافی ہے، اپنی آنکھوں پر آپ پٹی باندھنے کے مترادف ہے۔"
- "جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے اگر لیپا پوتی سے کام لیا اور سطحی دلائل سے اپنے آپ کو مطمئن کرکے اپنے کانوں اور آنکھوں کو بند کرلیا تو اس کے لاکھوں مداحوں کے دلوں میں پیدا ہونیوالے وسوسے دور نہیں ہوسکیں گے۔ کوئی جماعت اگر اندرونی اخلاقی توانائی سے محروم ہو جائے اور آزادانہ اور جرأت مندانہ فیصلے نہ کرسکے تو پھر اس کا کردار ختم ہوکر رہتا ہے۔ اس سے کوئی امید وابستہ نہیں رکھی جاسکتی۔ جماعت کے اہل اقتدار اور اہل اختیار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی گود میں بیٹھ جانے والے بچے ــــ اسلامی فرنٹ ــــ کے معاملات کے بارہ میں قوم کو اعتماد میں لیں۔ یہ بتائیں کہ انتخابی مہم پر کتنا پیسہ خرچ ہوا اور کہاں سے آیا؟ اس

کو شخصی بُت بنانے کے لیے کیوں استعمال کیا گیا؟ اس کے معاملات بیگانہ کیوں بنا ڈالے گئے؟ فلمی گانوں کی دھنوں پر تیسرے درجے کے الفاظ سے ترانے کیوں گھڑے گئے؟ اس کا تنظیمی ڈھانچہ کیا تھا؟ اس کی رکنیت کی شرائط کیا تھیں؟ اور اگر اسے زندہ رہنا ہے تو پھر کس طرح رہنا ہے؟ اس کے معاملات کو درست کیسے کیا جائے گا؟ اس کو ایک معیار اور اخلاق کے دائرے میں رکھنے کی کوشش کس طرح کامیاب ہوگی؟ آنجہانی اشتراکیوں کے ہتھکنڈے، ان کی سی الزام اور دشنام طرازیوں سے اس کو کیسے محفوظ رکھا جائے گا؟ یعنی اسلامی فرنٹ کو "اسلامی" کیسے بنایا جائے گا؟" —— (روزنامہ "جنگ" لندن ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء صہ ۲)

جماعت اسلامی میں "اسلامی فرنٹ" کے نام سے ایک سیاسی تنظیم کا قیام اور ملک کے عام انتخابات میں اس کی شمولیت جماعت اسلامی کا اندرونی معاملہ ہے، اس میں اصولاً دوسروں کی مداخلت کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن ایک دینی کہلانے اور اسلام کی ٹھیکیدار بننے والی جماعت کا اسلام کا نام لے لے کر سراسر غیر اسلامی اور غیر اخلاقی ہتھکنڈے اپنانا اور "پایۂ ثقاہت سے گری ہوئی" حرکتوں پر اُتر آنا ایک ایسا معاملہ ہے جس پر دوسروں کی نگاہیں اٹھنا اور کان کھڑے ہونا ایک قدرتی امر ہے، جبھی تو قومی اخبارات کو بھی اس کا نوٹس لینا پڑا ہے۔ ایک طرف دینی اور اسلامی کہلانے والی جماعت کے غیر اسلامی اور غیر اخلاقی ہتھکنڈوں اور کرتوتوں نے اور دوسری طرف قوم کے ارب ہا ارب روپے بے دریغ ہڑپ کرنے سے متعلق منظر عام پر آنے والے اچھے اچھوں کے کچے چٹھوں نے اس امر کی ضرورت کو آشکار کر دکھایا ہے کہ کلمہ گو باکردار احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور دلوانے والے اپنے ایمانوں کی فکر کریں اور گہرائی میں اُتر کر سوچیں کہ وہ خود مسلمان ہیں یا نہیں۔ وہ اپنے کرتوتوں سے ثابت کر رہے ہیں کہ وہ خود کیا ہیں اور ایسے بے عمل مسلمانوں کی طرف سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی حیثیت کیا ہے۔ جو کچھ منظر عام پر آچکا ہے اور دن بدن آتا جا رہا ہے وہ اصل حقیقت کو از خود آشکار کر رہا ہے۔ زبانیں خواہ کچھ کہیں اور قلمیں جو چاہیں لکھیں۔ اب تو غیر مسلم قرار دینے والوں کے دل خود گواہی دے رہے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جو عنداللہ مسلمان ہو نہ کہ عندالناس۔ زمانہ جو کچھ دکھا رہا ہے وہ ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

قرآن حکیم

اِک آفتابِ درخشاں کہ ہر کرن جِس کی
وہ آفتاب ہے حدِّ غروب سے باہر

ازل کے نُور سے محوِ کلام رہتی ہے
ضیا فضاؤں میں جس کی مدام رہتی ہے

وہ پھُول جس میں ہے فردوسِ خُلد کی نکہت
وہ حرف و لفظ کا مجموعۂ بصیرت ہے

وہ جس کے رنگ سے مہکا ہے زندگی کا خمیر
نہیں ہے دونوں جہانوں میں کوئی جس کی نظیر

وہ رہنمائے دل و ذہن، رُوح و فکر و نظر
بغیر اُس کی ہدایت بساطِ ہستی پر

وہ راستہ ہے حقیقت شعار دُنیا کا
چلا نہیں ہے کبھی کاروبار دُنیا کا

نظر نظر میں نیا معجزہ اُبھرتا ہے
میں اس سُخن کو "خدائے کلام" کیوں نہ کہوں

میں جب کلام خُدا پر نگاہ کرتا ہوں
میں اہل ہوش ہوں اور اس کی چاہ کرتا ہوں

ہیں اس کے دامنِ تقدس میں رموزِ حیات
تلاوت اور وہ آیاتِ آسمانی کی

اسی سے سرِ جہاں کا سُراغ ملتا ہے
دل و نگاہ کو اس سے فراغ ملتا ہے

ہے نُورِ حق کی نِشانی صحیفۂ قرآں
ہر ایک لفظ میں جاری ہے چشمۂ عرفاں

(ثاقبؔ زیروی)

مسلمانانِ برّصغیر کے لئے

جماعت احمدیّہ کی شاندار سیاسی، تعلیمی اور دفاعی خدمات

مکرم ومحترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرّخِ احمدیت

جماعت احمدیہ کی صدسالہ تاریخ کا دو لفظی خلاصہ یہ ہے:۔ "للّٰہی خدمت" قیامِ جماعت (۲۳۔ مارچ ۱۸۸۹ء) سے لے کر اب تک لاکھوں احمدیوں نے برصغیر پاک وہند میں بے شمار سیاسی تعلیمی اور دفاعی خدمات انجام دی ہیں جن کی تفصیل کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ اس مختصر مضمون میں نمونۃً برصغیر کے اہلِ قلم حضرات کے صرف چند بیانات سپردِ قرطاس کیے جارہے ہیں جو انہوں نے جماعت احمدیہ کی بعض نہایت ممتاز اور بلند پایہ شخصیات کی نسبت دیے، جن سے جماعتی خدمات کے مذکورہ تینوں پہلوؤں پر نمایاں روشنی پڑتی ہے۔ تاہم یہ یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ دنیائے احمدیت خدام ملت سے بھری پڑی ہے جس طرح سمندر پانی کے قطروں سے۔ ہر احمدی اپنے پیارے وطن کا بہادر سپوت اور جانباز شہری ہے اور بزبانِ حال کہہ رہا ہے ؎

اے وطن، پیارے وطن، اے سرزمینِ رنگ و بو\
کام آجائے تری تعمیر میں اپنا لہو\
تیری خاطر آج ہر ظلمت پہ چھا جائیں گے ہم\
تیرے انجم، آسماں سے چھین کر لائیں گے ہم

اس بنیادی نکتہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اب درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمایئے

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ

صوبہ سرحد کے ممتاز سیاسی راہنما خان عبدالولی خاں نے اپنی کتاب "حقائق حقائق ہیں" میں یہ عظیم الشّان انکشاف کیا ہے کہ قرار دادِ پاکستان کی تخلیق حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے قلم سے ہوئی اور اسی کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور (۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء) میں منظور کیا گیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"جب سکندر حیات خان اور مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی سے بات نہ بنی تو انگریز نے مسلمانوں کے تمام منصوبے نامنظور کر دیے اور وائسرائے کے VICROY EXECUTIVE COUNCIL کے ایک ممبر چوہدری ظفر اللہ کو کہا گیا کہ تم دو ڈومینین کا ایک نقشہ پیش کرو۔ اس کے متعلق وائسرائے لنلتھگو ۱۲۔۳۔۴۰ کو وزیرِ ہند کو لکھتا ہے"

میرے کہنے پر ظفر اللہ نے دو ڈومینین اسٹیٹس کے متعلق ایک یادداشت لکھی تھی جو میں پہلے بھیج چکا ہوں۔ کہتا ہے، میں نے کچھ اور وضاحتیں طلب کی ہیں وہ کہتا ہے کہ تفصیلات میں بعد میں پیش کروں گا۔ لیکن اس کی (ظفر اللہ) یہ خواہش ہے کہ یہ بات کبھی بھی ظاہر نہ ہونے پائے کہ یہ خاکہ اس نے پیش کیا ہے اس نے البتہ مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میں جیسے چاہوں اس دستاویز کو استعمال کروں۔

" I may do what I like with it including sending a copy to you; thirdly that copies been possed to Jinnah and I think to Hydri (Sir Akbar Hydre Prime Minister of Nizam Hyderabad) and fourthly that while, he, (Sir Mohammad Zafrullah) Zaffrullah, cannot of course admit its authorship, his document has been prepared for adoption by the Muslim League, with a view to being given the fullest publicity."

ترجمہ: "میں اس سلسلہ میں جس طرح چاہے کر سکتا ہوں۔ ایک کاپی آپ کو بھیجنے کے علاوہ تین کاپیاں ایک مسٹر جناح اور ایک سر اکبر حیدری وزیر اعظم نظام حیدر آباد کے پاس جائیں گی اور چوتھے ظفر اللہ خان جو یہ ماننے کو تیار نہیں کہ اس کا نام ظاہر کیا جائے کہ مسودہ اس نے تیار کیا ہے اس کی یہ دستاویز مسلم لیگ کے اپنانے کے لیے تیار کی گئی تاکہ اس کی بھرپور تشہیر کی جائے"۔

وائسرائے وضاحت کرتا ہے کہ مسوّدہ تو میرے کہنے پر تیار ہوا ہے لیکن ظفر اللہ چونکہ قادیانی ہے اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ منصوبہ ایک قادیانی کا بنایا ہوا ہے تو پھر وہ شک میں پڑیں گے وائسرائے تسلی سے کھل کر کہتا ہے کہ اس کی ایک کاپی جناح صاحب کو دی گئی ہے تاکہ مسلم لیگ یہ منصوبہ اپنائے اور اس کی تشہیر کرے یعنی کہ یہ جناح صاحب کی پالیسی اور مسلم لیگ کی سیاست بن جائے۔ سر اکبر حیدری کو ایک

کاپی اس غرض سے دی گئی ہے کہ اس کے لیے مالی امداد کی ذمہ داری ان کی تھی۔ ان تاریخوں کو ذرا غور سے دیکھیں یہ خط وائسرائے نے ۴۰-۴-۱۲ کو لکھا ہے۔ منصوبہ تو پہلے ہی بھیجا جا چکا ہے اور مسلم لیگ نے یہی منصوبہ لاہور میں قرارداد پاکستان کے نام سے اپنے سالانہ اجلاس میں منظور کر لیا۔" (کتاب "حقائق حقائق ہیں" صد ۶۰-۶۱۔ تاریخ اشاعت مارچ ۱۹۸۸ء)

تحریک پاکستان کے ممتاز راہنما اور بزرگ صحافی جناب میاں محمد شفیع (م۔ش) کی ایک حقیقت افروز یادداشت:

- "سر محمد ظفر اللہ خان .... اردو اور انگریزی کے ایک بے پناہ زبردست اور ٹھنڈے دل و دماغ کے اعلیٰ پایہ کے مقرر تھے۔ انہوں نے قائداعظمؒ کے حکم کے تحت پارٹیشن کمیٹی میں مسلم لیگ کی جس طرح ترجمانی کی اس کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اسی طرح قیام پاکستان کے بعد انہوں نے جس انداز سے کشمیر کے مسئلہ کو سیکورٹی کونسل کے سامنے پیش کیا یہ اس کا ثمر تھا کہ سیکورٹی کونسل نے متفقہ طور پر کشمیر کے مستقبل کو عوام کے استصواب رائے سے مشروط کر دیا۔ چودھری سر محمد ظفر اللہ خان نے عربوں کے کیس کی اقوام متحدہ میں جس خلوص، دیانتداری بلند حوصلگی سے نمائندگی کی اس کا اعتراف تمام عالم اسلام کو ہے۔" (نوائے وقت میگزین، ۲۱ ستمبر ۱۹۹۰ء صد ۸)

- جناب میاں محمد شفیع صاحب اپنی "آپ بیتی" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"چوہدری سر شہاب دین کے رسالے "لیگل رپورٹر" میں پروف ریڈر کی حیثیت میں زندگی کا آغاز کرنے والا ایک عام لاء گریجویٹ آخر کار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا چیرمین اور انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کا چیف جسٹس بن کر زندگی سے اپنی قابلیت کا سکہ منواتا ہے لیکن پاکستانی اخبار نویس عموماً ایسے شخص کے رول کو اس لیے گول کر جاتا ہے کیونکہ اس کردار کا مالک عقیدہ کے لحاظ سے احمدی تھا۔

چودھری سر محمد ظفر اللہ خان نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل سے لے کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تک سیاسیات میں اعلیٰ پایہ کا تعمیری کردار ادا کیا۔ وہ قائداعظم کی زندگی میں لیاقت علیخان کے کابینہ میں وزیر خارجہ کی حیثیت میں بھرتی ہوئے اور آج ہم کشمیر کے متعلق سیکورٹی کونسل کی قرارداد کو اساس بنا کر کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اسے سیکورٹی کونسل سے متفقہ پاس کروانے میں ظفر اللہ خان کا ہاتھ تھا۔ یہی نہیں، عرب ممالک کی جنگ آزادی میں اقوام متحدہ میں ان کی نمائندگی کا بھرپور کردار ظفر اللہ خان نے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت میں تاریخی کارنامے انجام دیے انہوں نے اپنی زندگی کے تمام کوائف اپنی سوانح حیات تحدیث نعمت میں لکھے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی غلط دعویٰ کیا ہے تو نقادین کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کی نشاندہی کریں۔ ان تمام امور میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ قائداعظم نے چودھری سر محمد ظفر اللہ خان کو مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لیے نامزد کیا تا کہ وہ پارٹیشن کمیٹی کے سامنے پیش ہوں یہ سارا کیس تین جلدوں میں حکومت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں کمشن کے سامنے کانگریس، سکھوں اور مسلم لیگ کے کیس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے۔ جو چاہے اسے پڑھ سکتا ہے۔ قائداعظمؒ معمولی انسان نہیں تھے، وہ تاثرات کی بناء پر لوگوں کے متعلق رائے قائم کرنے کے عادی نہ تھے بلکہ وہ اپنے تجربہ کی کسوٹی پر لوگوں کو کسا کرتے تھے۔ انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد ظفر اللہ خان کو مسلم لیگ کی نمائندگی کے لیے نامزد کیا تھا۔ خواجہ عبدالرحیم، سید احمد سعید کرمانی اور ساہیوال کے ایک شاہ صاحب ان کی مسلم لیگ کے مقدمے کی تیاری میں مدد کرتے تھے میں نے بطور انسان چودھری ظفر اللہ خان کو ایک بہت دلکش انسان پایا .... چودھری سر محمد ظفر اللہ خان عموماً طرار قسم کے انسان نہ تھے بلکہ وہ بہت خوش مزاج اور لطیفہ گو بھی تھے۔ ایک سکھ مجسٹریٹ کی نقل اتارتے تھے تو ہنسا ہنسا کر محفل کو زعفران زار کر دیتے تھے۔ وہ کٹر اور پکے احمدی تھے اور اس کے متعلق کسی دل میں شبہ نہیں رہنے دیتے تھے۔ لیکن ان کے ذاتی ملازم غیر احمدی تھے۔ ان کے غیر احمدی ہونے کی بناء پر ان سے حسن سلوک میں کوئی کمی نہ آتی تھی۔

ان کی موت پر جو ۹۶ سال کی عمر میں ہوئی۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ان کے گھر جا کر ان کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا۔ میرے خیال کے مطابق صدر مملکت کی طرف سے یہ اقدام عملی طور پر ان خدمات کا اعتراف تھا جو چودھری صاحب نے بطور مستقل نمائندہ اقوام متحدہ میں عرب اور دوسرے مسلم ممالک کی آزادی کے سلسلہ میں عملی طور پر خدمات انجام دی تھیں۔"

(نوائے وقت میگزین ۶ مارچ ۱۹۹۲ء)

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، نوبل انعام یافتہ

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ترجمان ماہنامہ "تہذیب الاخلاق" کا فرزند احمدیت اور عہد حاضر کے عظیم سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو زبردست خراج تحسین ــــ جناب اسرار احمد مدیر رسالہ کے قلم سے:

خوش آمدید   پروفیسر عبدالسلام خوش آمدید عالم اسلام کے مایہ ناز سائنسدان اور تیسری دنیا کے مسیحا، کائنات میں کارفرما قوتوں کے نکتہ داں، برقی مقناطیسی اور خفیف نیوکلیائی قوتوں کی وحدت کے شارح الکندی البیرونی اور ابن الہیثم کی عظیم روایتوں کے امین و وارث اسلامی سائنس کی ٹوٹی کڑی کو پھر سے جوڑنے والے

عالمِ اسلام کی علمی پسماندگی پر آشفتہ نوا حکمائے اسلام کے علمی کارناموں کے نقیب ۔۔ خوش آمدید آپ مسلم یونیورسٹی کے طلبہ کی یونین کی لائف ممبری قبول کر کے علیگ برادری کے ایک رکن بن گئے ہیں۔ خوش آمدید کہ آپ کی عنایتوں سے ہمارے فزکس اور میتھمیٹکس کے شعبے آپ کے بین الاقوامی مرکز سے وابستہ ہیں۔ خوش آمدید کہ آپ نے سنٹر فار پروموشن آف سائنس اور ماہنامہ تہذیب الاخلاق کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی۔ خوش آمدید کہ آپ نے ڈبیٹنگ سوسائٹی کا سرپرست بننا قبول فرمایا۔ خوش آمدید کہ آپ نے ہمارے اور ہمارے ملک کے سائنسی پروگراموں میں گہری دلچسپی لی۔ خوش آمدید کہ آپ سرسیّد کے خوابوں کی تعبیر ہیں اور آپ کے شب و روز اس فکر میں گزرتے ہیں کہ ؎

جام بدلے گئے، پیرِ مغاں بدلے گئے
ذوقِ سجدہ کی طلب پر آستاں بدلے گئے
ہر طرف پیمانۂ سود و زیاں بدلے گئے
یہ زمیں بدلی گئی، یہ آسماں بدلے گئے
ایک ہلچل ہے بپا ہیجان ہے طوفان ہے
ملتِ اسلام کی بستی مگر سنسان ہے

ہم آپ کے ممنونِ کرم ہیں کہ آپ نے یہاں آنے کی زحمت فرمائی۔ ہم دست بدعا ہیں کہ خدا آپ کو عرصہ دراز تک صحیح وسلامت اور صحت مند رکھے تاکہ آپ کے ہاتھوں دنیائے سائنس اور انسانیت کی خدمات انجام پاتی رہیں۔"

(ماہنامہ تہذیب الاخلاق مئی ۱۹۸۹ء صـ ۳-۴)

فاتح چھمب جوڑیاں، میجر جنرل اختر حسین ملک

ملک کے نامور مصنف جناب کلیم نشتر میجر جنرل اختر حسین ملک کے محیر العقول مجاہدانہ کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"کشمیر میں جنگ بندی لائن کے پار بھارت کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کے جواب میں میجر جنرل اختر حسین ملک ستارۂ قائداعظم جنرل آفیسر کمانڈنگ پیدل ڈویژن کو چھمب علاقہ میں حملہ کا کام سونپا گیا۔ چھمب میں بھارتی مورچے غیر معمولی طور پر مضبوط بنائے گئے تھے اور ایک طاقتور فوج وہاں متعین تھی۔ میجر جنرل اختر حسین ملک نے ان مورچوں پر حملہ کیا اور بھارتی گیریزن کو اس حقیقت کے باوجود کہ ان کے پاس جو فوج تھی وہ عملاً ایسی کارروائی کے لیے ناکافی سمجھی جاتی ہے بالکل ختم کر دیا۔ بھارتی قلعہ بندیوں کو تباہ کن ضربیں لگانے اور انہیں برباد کرنے کی کارروائی جنرل آفیسر کمانڈنگ کے بہادرانہ منصوبے بنانے اور کارروائی میں غیر معمولی قیادت کی رہینِ منت ہے۔ اس مشکل کام کو دلیرانہ طور پر اور ذاتی جرأت کے ساتھ انجام دیا۔ انہیں بہادری کا اعزاز ہلالِ جرأت دیا گیا۔"

(وطن کے پاسباں مرتبہ کلیم نشتر، ناشر مکتبہ عالیہ لاہور صـ ۱۱۳)

کرنل (ریٹائرڈ) رفیع الدین صاحب کا چشمدید بیان کیا ہے کہ:۔

"ایک دن پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء کا ذکر چھڑا میں نے بھٹو صاحب سے پوچھا کہ جناب آپ اس زمانے میں وزیر خارجہ تھے، ہمارے فارن آفس نے اس جنگ سے پہلے یہ کیوں نہ سوچا کہ ہندوستان ہماری سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔ کہنے لگے کہ دفتر خارجہ نے تو اس کا اندازہ لگا لیا تھا لیکن فیلڈ مارشل ایوب خان نے ایک جائنٹ میٹنگ میں اس امکان کو رد کر دیا تھا۔ اسی دوران وہ کہنے لگے کہ جنرل ہیڈکوارٹر نے بھی تو اسی غلطی کا اعادہ کیا تھا۔ پھر کہنے لگے کہ جنرل اختر ملک کو کشمیر کے چھمب جوڑیاں محاذ پر نہ روک دیا جاتا تو وہ کشمیر میں ہندوستانی افواج کو تہس نہس کر دیتے مگر ایوب خان تو اپنے چہیتے جنرل یحییٰ خان کو ہیرو بنانا چاہتے تھے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے اس تذکرے کے دوران بھٹو صاحب نے جنرل اختر ملک کی بے حد تعریف کی، کہنے لگے اختر ملک ایک باکمال جنرل تھا۔ وہ ایک اعلیٰ درجے کا سالار تھا۔ وہ بڑا بہادر اور دل گردے کا مالک تھا اور فنِ سپاہ گری کو خوب سمجھتا تھا اس جیسا جنرل پاکستانی فوج نے ابھی تک پیدا نہیں کیا۔" (بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن صـ ۶۶ مؤلف کرنل (ریٹائرڈ) رفیع الدین۔ ناشر جنگ پبلشرز)

معرکہ چونڈہ کے ہیرو، بریگیڈیئر عبدالعلی ملک (ہلالِ جرأت)

جناب کلیم نشتر صاحب نے بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کی بے مثال جرأت اور بہادری کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"چونڈہ کے محاذ پر ٹینکوں کی جو عظیم جنگ لڑی گئی اس جنگ میں بریگیڈیئر عبدالعلی نے پاکستانی افواج کی کمان کی اور ایسے کارنامے سرانجام دیے کہ تاریخِ حرب کے ماہرین حیران و ششدر رہ گئے۔ بریگیڈیئر عبدالعلی نے دشمن کے ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیے۔ ان سیاہ ہاتھیوں کے پرخچے چونڈہ کے میدان میں ہر طرف بکھرے پڑے ہیں دشمن یہ ٹینک ڈویژن جھانسی سے سیالکوٹ پر قبضہ جمانے کے لیے لایا تھا لیکن پاکستانی جیالوں نے ان ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیے۔ ۷، ۸ ستمبر کی رات کو دشمن نے چاروہ، معراجکے اور نخنال پر حملہ کیا دشمن نے اس حملہ میں ۱۵۰ توپ خانہ کی چار رجمنٹیں اور ۲۵ ہزار پیدل سپاہ استعمال کی ... یہ جنرل چودھری

کی رجمنٹ تھی اسے چونڈہ میں قربانی کا بکرا بننے کے صلہ میں "فخر ہند" کا خطاب دیا گیا۔ دشمن نے بار بار چونڈہ کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن اسے منہ کی کھانی پڑی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پاکستانی جانبازوں نے دنیا کی دور حاضرہ میں ٹینکوں کی اس سب سے بڑی جنگ میں راکٹ برسا کر دشمن کے ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیے اور دشمن کی صفوں میں کھلبلی مچا دی۔ شکست خوردہ دشمن نے ۱۸۔ اور ۱۹۔ ستمبر کی درمیانی رات کو ایک بار پھر قسمت آزمائی کرنے کی کوشش کی لیکن بریگیڈیر عبد العلی ملک کی شاندار قیادت میں پاکستانی افواج نے دشمن کو ناقابل فراموش نقصان پہنچایا۔ دشمن نے اس محاذ پر اس قدر نقصان اٹھایا کہ وہ آٹھ دن تک نعشیں اٹھاتا رہا لیکن اس کے باوجود میدان صاف نہ ہوا۔ سگنلز کور کے چار جوانوں نے شدید گولہ باری میں اپنے فرائض سرانجام دیے۔ جانبازی و سرفروشی کے یہ عدیم النظیر کارنامے اس شاندار قیادت کے مرہون منت ہیں جو بریگیڈیر عبد العلی کی فرض شناسی اور بلند ہمتی نے اس محاذ پر سرانجام دی۔ بریگیڈیر عبد العلی نے اپنے جانثار ساتھیوں کے ساتھ عصر حاضر کی اس عظیم ترین جنگ میں موجودہ دور کے سب سے ذلیل حملہ آور پر اتنی تباہ کن ضربیں لگائیں جسے وہ اور اس کے آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

انہوں نے اپنی جرأت ایمانی کے سہارے مردانگی اور فرض شناسی کے جو دیپ روشن کیے وہ پاکستانی تاریخ میں عزم و ہمت کا ایک روشن مینار بنے رہیں گے جن سے مستقبل کے پاکستانی نشان راہ پائینگے"

(وطن کے پاسباں صہ ۱۱۳ تا ۱۱۶۔ مرتبہ کلیم نشتر۔ ناشر مکتبہ عالیہ لاہور)

شہید پاکستان اسکوڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد

سکواڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران عدیم النظیر سرفروشی اور جانثاری کا مظاہرہ کر کے امرتسر کے راڈر کے پرخچے اڑا دیے اور جام شہادت نوش کیا جو افواج پاکستان کی تاریخ شجاعت و بسالت کا ایک زریں باب ہے۔ ملک کے محقق و ادیب جناب خالد محمود کے قلم سے اس تاریخی واقعہ کی تفصیل سنیے، تحریر فرماتے ہیں:

"امرتسر کا راڈر سٹیشن ۲۴ گھنٹے خاموش رہنے کے بعد دوبارہ حرکت میں آگیا تھا۔ اسے خاموش کرنا ضروری تھا اس خطرناک مہم کی قیادت فائٹر بمبار ونگ کے آفیسر کمانڈنگ ونگ کمانڈر محمد انور شمیم نے خود کی۔ سکواڈرن لیڈر منیر احمد ان کے نمبر ٹو تھے۔ ان کے پیچھے فلائٹ لیفٹیننٹ امتیاز احمد بھٹی اور فلائٹ لیفٹیننٹ سیسل چودھری اڑے جا رہے تھے۔ دشمن نے پہلے سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ طیارہ شکن فائرنگ کی جس میں کود جانا محال دکھائی دیتا تھا۔ ونگ کمانڈر شمیم نے بھٹی سے کہا کہ وہ دشمن کے توپچیوں کو جُل دے اور ان کی توجہ اپنے طیارے کی طرف کھینچ لے۔ بھٹی کے غوطے میں جاتے ہی سکواڈرن لیڈر منیر آگ کے سمندر میں کود گیا۔ اس کا طیارہ گولیوں کی زد میں آگیا وہ جام شہادت نوش کر گیا"۔

ہنس مکھ سکواڈرن لیڈر منیر کی جان ہوا بازی میں تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے ۴ ستمبر کو چھمب کے محاذ پر حصہ لیا دشمن کی گئی گاڑیاں اور ٹینک تباہ کیے۔ ۱۰ ستمبر کو فیروز پور کے ۲۰ میل جنوب مشرق میں دشمن کے ایک ناٹ طیارے کو مار گرایا۔ بھارتی فضائیہ نے امرتسر میں ایک طاقتور راڈر سٹیشن نصب کر رکھا تھا اسے تباہ کرنا بہت ضروری تھا۔ اسے چند روز پہلے زبردست نقصان پہنچایا گیا تھا لیکن دشمن نے اسے پھر ٹھیک کر لیا تھا۔ ۱۱ ستمبر کو ونگ کمانڈر شمیم کی قیادت میں تین طیارے امرتسر بھیجے گئے ان میں منیر بھی شامل تھے وہ اس پہلے تمام حملوں میں بھی موجود رہے تھے لیکن اس دن انہوں نے جان پر کھیل کر یہ ٹنٹا ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کا عزم کیا ہوا تھا۔ انہوں نے اسی مشن میں شہادت پائی لیکن دشمن کا یہ راڈر سٹیشن ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا گیا۔ منیر کی پرواز کا مشن پورا ہو گیا تھا۔" (رن کچھ سے چونڈہ تک صہ ۱۹۴ و ۲۱۴

تالیف خالد محمود ناشر مقبول اکیڈمی۔ لاہور)

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

قطعات

دیکھ کر انجام عبرت ناک بھی
کان پر جن کے نہیں جُوں رینگتی
خشیت اللہ سے ہیں دِل ان کے تہی
"از چنیں مرداں چہ امیدِ بہی

آ سُناؤں بات تم کو کام کی
اس کو پلّے باندھ کر دیکھو سہی
یہ ہے فرمانِ رسولِ ہاشمیؐ
السّعیدُ مَنْ وعظ لغیرہٖ

(نادر قریشی)

آگ ہماری غلام....

مکرم عبدالسلام صاحب طاہر ۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ایک دفعہ ایک ہندو آریہ نے آیتِ قرآنی یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ پر اعتراض کیا کہ قرآن کا یہ بیان کہ دشمنوں نے جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تو اللہ کے حکم سے آگ حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو گئی غلط ہے اور خلافِ قانونِ قدرت ہونے کی وجہ سے ناقابلِ قبول ہے۔ اس اعتراض کا جواب حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی نوّر اللہ مرقدہٗ نے یہ دیا کہ اس سے حقیقی ظاہری آگ مراد نہیں بلکہ عداوت و شرارت کی آگ مراد ہے۔ یہ جواب بہت پسند کیا گیا اور اسے بے حد سراہا گیا لیکن جب حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السّلام کو اس جواب کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب کو اِس تاویل کی کیا ضرورت تھی؟ اللہ تعالےٰ کے قوانینِ قدرت کا کون احاطہ کر سکتا ہے؟ اور پھر بڑے وثوق اور جلال سے آپ نے فرمایا

"حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ تو گزر چکا ہے اب ہم خدا کی طرف سے اس زمانہ میں موجود ہیں ہمیں کوئی دشمن آگ میں ڈال کر دیکھ لے خدا کے فضل سے ہم پر بھی آگ ٹھنڈی ہو گی۔"

نیز یہ بھی فرمایا کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے کہ "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔"

(سیرۃ المہدی و حیاتِ احمد)

تیرے مکروں سے اے جاہل میرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے

تاریخِ احمدیت میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السّلام کے کسی غلام کو آگ کا شدید خطرہ لاحق ہوا لیکن وہ آگ ان کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے اس کے لئے ٹھنڈی ہو گئی۔ چنانچہ اِس قِسم کا ایک حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ انڈونیشیا کی سرزمین پر رُونما ہوا۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب صحابی حضرتِ اقدس مسیح موعود علیہ السّلام احمدیت کے پہلے مربی کی حیثیت سے انڈونیشیا میں دعوتِ الی اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ اس ملک کے شہر پاڈانگ میں ایک مخلص احمدی داؤد صاحب کے مکان میں رہائش پذیر تھے یہ مکان بھی اور دیگر تمام مکانات بھی لکڑی کے بنے ہوئے تھے ایک روز کسی مکان میں آگ لگ گئی جس پر قابو نہ پایا جا سکا۔ گھر پر گھر جلاتی ہوئی آگ بڑی تیزی سے آپ کے مکان کی طرف آ رہی تھی حتیٰ کہ ساتھ والے مکان کو آگ نے آلیا۔ احمدی احباب بھاگے گئے اور مولانا صاحب سے فوری طور پر نکل جانے کو کہا تا ان کو نقصان نہ پہنچے۔ حضرت مولانا صاحب نے احمدی احباب سے کہا کہ مَیں یہاں سے نہیں نکلوں گا تم مطمئن اور بے فکر رہو نہ مجھے کچھ ہوگا نہ اِس مکان کو کچھ ہوگا اِس مکان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک غلام رہائش پذیر ہے اور آپ کا الہام ہے کہ "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔" پس یہ آگ نہ مجھے کچھ کہے گی نہ اِس مکان کو کچھ کہے گی۔ اتنے میں آگ اِس مکان کے پیچھے کو آلگی۔ بظاہر یہ نظر آ رہا تھا کہ اب چند لمحوں میں یہ مکان بھی راکھ کا ڈھیر بن جائے گا لیکن عجیب رنگ میں کرشمۂ قدرت ظاہر ہوا کہ اُسی لمحے ایک بادل کا ٹکڑا آسمان پر نمودار ہوا اور اس سے موسلا دھار بارش برسنے لگ گئی جس سے آناً فاناً ساری آگ ٹھنڈی ہو گئی اور بجھ گئی۔ سُبحان اللہ! اللہ اکبر! کس شان سے الہام پورا ہوا کہ رہتی دنیا تک یہ نشان صداقت جگمگاتا رہے گا۔

آگ کی غلامی کا ایک اور روح پرور واقعہ جزائر فجی میں ظہور پذیر ہوا ۱۹۶۸ء کو فجی کے شہر "با" میں جماعتِ احمدیہ کا ایک نیا مشن بنایا گیا محترم مولانا نورالحق صاحب انور اس مشن ہاؤس میں مربی متعین تھے۔ اِس مشن ہاؤس کے خلاف ایک شخص ابوبکر کویا نے شہر میں سخت اشتعال پیدا کر دیا اور جگہ جگہ اس نے اعلان کیا کہ وہ اس احمدیہ مشن ہاؤس کو آگ لگا کر اور جلا کر دم لے گا۔ ایک روز محترم مولانا نورالحق صاحب انور مربی سلسلہ اپنے چند ساتھیوں کو ہمراہ لے کر دعوتِ الی اللہ کے لئے شہر سے باہر کسی دوسری جگہ گئے اور مشن ہاؤس کو تالا لگا گئے اس موقع کو دشمنِ احمدیت ابوبکر کویا نے غنیمت جانا اور رات کے وقت مشن ہاؤس جو سارے کا سارا لکڑی کا بنا ہوا تھا کو تیل چھڑک کر آگ لگا دی اور پھر فوراً وہاں سے غائب ہو گیا لیکن آگ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کی غلام بلکہ غلاموں کی غلام تھی احمدیہ مشن ہاؤس کو جلانے کے لئے تیار نہ ہوئی اور چند لمحوں میں ٹھنڈی ہو گئی۔ اگلے روز مربی صاحب مع رفقاء واپس آئے تو دیکھ کر کہ سوائے ایک دو تختوں کے جلنے کے باقی سارا مشن ہاؤس محفوظ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر وہیں کھڑے کھڑے محترم مولانا نورالحق صاحب انور مربی سلسلہ کی زبان سے ایک درد بھری آہ کے ساتھ یہ دُعا نکلی کہ

"جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کا یہ مرکز

جلانے کی کوشش کی ہے خدا اس کے اپنے گھر کو آگ لگا کر راکھ کر دے۔"

اس کے بعد ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ آگ نے غلامی کا رنگ دکھایا کہ اچانک دشمنِ احمدیت ابوبکر کو یا کے گھر میں آگ بھڑک اٹھی اور باوجود ہزار کوششوں کے آگ پر قابو نہ پایا جاسکا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سارا مکان جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا اور اس طرح الہام " آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے" بڑی شان سے پورا ہوا۔ آگ کی غلامی کا عجیب رنگ ہے کہ وہ کہیں حق کے غلاموں کے لئے بَرْدًا وَّسَلَامًا بن جاتی ہے اور کہیں دشمنوں کو جلا کے راکھ بنا دیتی ہے۔

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

"اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کر تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا اس پر کبھی بُرے دن نہیں آسکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دُنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔ اس خدا کا دامن پکڑنے سے کوئی تکلیف پا سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے حقیقی بندے کو ایسے وقتوں میں بچا لیتا ہے کہ دُنیا حیران رہ جاتی ہے۔ آگ میں پڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندہ نکلنا کیا دنیا کے لئے حیرت انگیز امر نہ تھا۔ کیا ایک خطرناک طوفان میں حضرت نوحؑ اور آپ کے رفقاء کا سلامت بچ رہنا کوئی چھوٹی سی بات تھی۔ اس قسم کی بے شمار نظیریں موجود ہیں اور خود خدا تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت کے کرشمے دکھائے ہیں۔"

(ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد پنجم)

خوش اخلاقی کا اثر

خوش اخلاقی کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا خلق ہے جس کا بغیر پتہ کئے اثر ہوتا ہے اس میں وقت کا بھی کوئی خرچ نہیں، مال کا بھی کوئی خرچ نہیں لیکن اس طرح آپ دوسرے کو خوشی پہنچاتے ہیں اس کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور وہ بھی بشاش بشاش ہو جاتا ہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

نظامِ عالم کی گواہی

"ہردم از کاخ عالم آواز لیست — کہ بکیش باقی دنیا ساز لیست" (درِ ثمین فارسی)

کون مکاں سے آتی ہے ہر دم یہی صدا
صانع کوئی ضرور ہے اس کائنات کا
معمار کے وجود پہ تعمیر ہے دلیل
بنیاد ہی بتاتی ہے بانی کا مرتبہ
لیل و نہار اور مہ و سال کا نظام
کرتا ہے ہم کو قادرِ مطلق سے آشنا
اک ذرّۂ حقیر سے تا نیّرِ فلک
ہوتی ہے ایک ذات پہ ہر شے کی انتہا
بادل کی گھن گرج ہو یا نغمہ نسیم کا
تسبیح کا طریق ہے گویا جدا جدا
شادابیٔ چمن سے عیاں ہے کسی کا ہاتھ
اس کا جمال و حُسن ہے اک عکس یار کا
کشتی کو پانیوں میں رواں دیکھ کر زباں
کہتی ہے اس کو کوئی چلاتا ہے ناخدا
کب تک رہے گا ضدّ و تعصب میں فلسفی
ہر سمت ہیں شواہدِ خلّاق دوسرا
شبّیر پُر ہے نورِ بصیرت سے جس کا دل
حاصل ہے اس کو لذّتِ دیدارِ دلربا

چوہدری شبیر احمد

خوشخبری

بڑھتی ہوئی سردی میں ہر گھر کی ضرورت

دوبئی سے درآمد شدہ اعلیٰ کوالٹی کے پائیدار اور فینسی کمبل کی خریداری کے خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل فون پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

آپ کی پسند ، ہماری پیش کش

شیخ نعیم اللہ 0 61 02 - 27 803 ناصر احمد باجوہ 0 61 05 - 22 578

قانونِ اسائلم میں تبدیلی

مکرم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب

دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے اس سال کے وسط تک جرمنی کا قانونِ اسائلم دنیا میں سب سے زیادہ فراخدلانہ اور لچکدار سمجھا جاتا تھا۔ لیکن پچھلے سالوں میں مہاجرین کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر اور ملک کو درپیش معاشی و سیاسی دباؤ کی وجہ سے حکومت نہ صرف بنیادی قوانین تبدیل کرنے پر مجبور ہوئی بلکہ اس سارے عمل کے طریق کار کو بھی اِس طور پر ترتیب دیا گیا کہ آنے والے مہاجرین کو جلد از جلد فیصلہ کر کے ان کے وطن واپسی کے انتظامات کیے جا سکیں۔

آئین میں بنیادی تبدیلی

یکم جولائی ۱۹۹۳ء سے آئین کے آرٹیکل ۱۶ میں ۱۶-اے کا اضافہ کیا گیا ہے اس ترمیم کے تحت ان ممالک سے آنے والے لوگ جن کو محفوظ ممالک کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے سیاسی پناہ کے حقدار نہ ہوں گے۔ اسی طرح محفوظ ممالک میں سے گزر کر آنے والے مہاجرین کو بھی ان محفوظ ممالک میں واپس بھیجا جائے جہاں سے گزر کر وہ جرمنی داخل ہوئے۔ مغربی یورپ کے تمام ممالک بشمول پولینڈ، ہنگری، چیکوسلواکیہ (دونوں نئے ممالک) وغیرہ محفوظ ممالک ہیں۔ افریقہ میں غانا بھی اسی فہرست میں شامل ہے اور نائجیریا بھی۔ اسی طرح بغیر پاسپورٹ کے آنے والے مہاجرین کیلئے بھی بہت سی دشواریاں قانون میں رکھ دی گئی ہیں۔

طریق کار میں تبدیلی

پچھلے سال تیز رفتاری کا قانون بنایا گیا جس کے تحت فیصلہ کیا گیا کہ آنے والے مہاجرین کو عدالت در عدالت اپیلیں کرنے کی اجازت نہیں ہوگی ان کو چھ ہفتوں کے اندر تمام قانونی مراحل میں سے گزار کر یا قبول کر کے رکھ لیا جائے گا یا واپس بھجوا دیا جائے گا۔ عملاً ابھی تک اس قانون پر سو فیصد عمل شروع نہیں ہوا۔ مگر جونہی حکومت کے پاس معقول INFRA STRU-CTURE میسر آیا اس پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ آئندہ سائل کو صرف ایک اپیل کا حق ہوگا، اس سے زیادہ نہیں۔ اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی ہوا کہ مہاجرین کو اجتماعی قیام گاہوں جن کو LAGER کہتے ہیں میں رکھا جائے گا اور شہروں میں رہائش نہیں دی جائے گی۔

سائل کا قانونی حق

عدالتیں پچھلے چند سال سے بار بار دہرا رہی ہیں کہ اسائلم کا قانون افراد کے لیے ہے گروہوں کے لیے نہیں اور اس لیے صرف یہ کہنا کہ میرا فلاں گروہ سے تعلق ہے جو فلاں ملک میں مظلوم ہے اس کو پناہ دینے کے لیے کافی نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ امر بھی ضروری ہے کہ سائل کو ملک چھوڑنے سے پیشتر ذاتی مظالم کا نشانہ بنایا گیا ہو جس کو ناقابل برداشت پاکر ہجرت ضروری ہو گئی ہو۔

❁ بعض دوستوں کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ سیاسی پناہ کے قانون سے صرف سیاسی بنیادوں پر کیے گئے مظالم ہی مراد ہیں۔ جرمنی کی آئینی عدالت یہ واضح فیصلہ دے چکی ہے کہ مذہبی تعصب کی بنیاد پر کیے گئے مظالم بھی سیاسی نوعیت رکھتے ہیں اور ایسے مظلوم بھی سیاسی پناہ کے حقدار ہیں۔

❁ جماعتِ احمدیہ کے متعلق مختلف عدالتوں کا رویہ مختلف رہا ہے کافی عرصہ تک بڑی عدالتیں اس رائے پر اصرار کرتی تھیں کہ اگر کوئی احمدی اپنے گھر میں یا پرائیویٹ ماحول میں اپنی مذہبی رسومات ادا کرتا ہوا تکلیف اٹھاتا ہے تو اسے سیاسی پناہ دی جانی چاہیئے لیکن اگر کوئی احمدی عام پبلک میں برسرِعام اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے ہوئے ظلم کا نشانہ بنتا ہے تو وہ خود بے احتیاطی کرتا ہے اس لیے اسے اسائلم کا حق نہیں پہنچتا۔ پچھلے سال اگست میں آئینی عدالت نے اس مسئلہ کی وضاحت میں یہ فیصلہ دیا کہ احمدیوں سے یہ توقع تو نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ غاروں میں چھپ کر عبادات کریں یا وہ اپنی عبادتوں کے لیے ایسے اوقات کا انتظار کریں جب انہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔

ابھی حال ہی میں برلن کی عدالتِ عالیہ نے بھی یہ اصول تسلیم کیا کہ اگر کوئی احمدی برسرِعام اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی بجالاتے ہوئے بھی ظلم کا نشانہ بنتا ہے تو اسے جرمنی کے اسائلم کے قانون کے تحت پناہ کا حق حاصل ہے۔

❁ دوستوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نئے حالات میں اور نئے قوانین کے ماتحت کسی شخص کی پناہ کی درخواست کا فیصلہ اس کے ذاتی بیان کی بنیاد پر ہوگا اور صرف اس بات پر اطمینان رکھ لینا بہت بڑی غلطی ہوگی کہ احمدی ہونے کی وجہ سے اس کا کیس منظور ہو جائے گا بعض علاقوں میں پہلے ایسا ہوتا رہا ہے، اب یہ ممکن نہ ہوگا۔ ☆

تحریکِ جدید کی اہم اغراض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تحریکِ جدید کو اس لیے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔ تحریکِ جدید کو اس لیے جاری کیا گیا ہے کہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں جو اپنے آپکو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لیے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔ تحریکِ جدید کو اس لیے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء)

بقیہ خطبہ جمعہ

نہیں پہچانا بلکہ ایسے خالق کو پہچانا جس کا جاری نظام میں دخل ہے اور وہ اس بات پر نگران ہے کہ یہ توازن نہ بگڑے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف تبتّل کائنات پر غور کے نتیجہ میں بھی ہو سکتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ غور کے نتیجہ میں تبتّل نصیب ہو۔ جب تک فطرت سے یہ آواز بلند نہ ہو کہ ہاں اے خالق! ہم تجھے پہچان گئے تیرے سوا کوئی نہیں۔ اس وقت تک خدا کی ہستی کا یہ یقین عقل کی نشاندھی کرنے والا ایک معمولی سا مضمون تو ہے یعنی یقین اس بات کی نشاندھی تو کرتا ہے کہ صاحبِ عقل ہے لیکن ان اُولُوالالباب میں داخل نہیں۔ ہے جو پھر اگلا قدم اٹھاتے ہیں اور اس کائنات سے ہٹ کر اس کے ورا جو ہستی ہے جس نے سب کچھ پیدا کیا ہے اس کی طرف ان کی توجہ مائل ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا صاحبِ ایمان ہونا ضروری ہے۔ پس تبتّل کی مختلف قسمیں ہیں۔ آئندہ خطبہ میں میں تبتّل کے مضمون پر انشاء اللہ مزید روشنی ڈالوں گا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی احادیث کے حوالے سے ان آیات کی اور تشریحات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اس لئے اجازت چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ متّقی کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے

تقویٰ عظیم الشان نعمت اور فضل ہے۔ انسان اپنی ضروریات زندگی میں کیسا مضطرب اور بے قرار ہوتا ہے۔ خصوصاً رزق کے معاملہ میں۔ لیکن متقی ایسی جگہ سے رزق پاتا ہے کہ کسی کو تو کیا معلوم ہونا ہے خود اس کے وہم و گمان میں نہیں ہوتا۔ (۔) پھر انسان بسا اوقات بہت قسم کی تنگیوں میں مبتلاء ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ متقی کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

نتیجہ امتحان "اسلامی اصول کی فلاسفی"

امسال کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کے ضمن میں کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" مقرر کی گئی تھی۔ اس کے امتحان کے لیے مندرجہ ذیل دو طریق مقرر کیے گئے تھے۔

۱۔ عام امتحان: اس میں ۱۵ سال سے زائد عمر کے احباب و خواتین کی شمولیت ضروری قرار دی گئی تھی۔ اس میں ۴۴ جماعتوں کے ۵۹۷ احباب و خواتین نے شرکت کی۔

۲۔ انعامی مقابلہ: یہ امتحان باقاعدہ نگرانی میں لیا گیا۔ اس کا پرچہ عام امتحان کے پرچہ سے مختلف تھا۔ اس میں صرف ۱۰ احباب و خواتین شریک ہوئے۔ نتیجہ درج ذیل رہا۔

اوّل: مکرمہ مسز شمیم مبشر سیال صاحبہ' جماعت FRANKFURT HÖCHST

دوم: مکرم لطیف احمد صاحب' جماعت WITZENHAUSEN

سوم: مکرم الحاج خالد محمود صاحب، جماعت RADOLFZELL

یہ بالترتیب تین صد مارک' دو صد مارک اور ایک صد مارک انعام کے مستحق قرار پائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز مبارک فرمائے ——— آمین

طاہر محمود ——— نیشنل سیکرٹری تعلیم' جماعت احمدیہ جرمنی

بقیہ انقلاب انگیز تاثیرات

اندر ہی ہیں اس وقت تک لا الٰہ الا اللہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں توکل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔

ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا....

پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا معبود اور محبوب اور مقصود ہو اور یہ مقام اسی وقت ملے گا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور ان بُتوں کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔"

(ملفوظات جلد ۹۔ صد ۱۰۸-۱۰۶)

"یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا، کوئی رازق نہ ماننا، کوئی مُعزّ اور مذلّ خیال نہ کرنا، کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا، اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا، اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا، اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا، اپنا خوف اسی سے خاص کرنا...."

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲۳-۲۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حقیقی توحید پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے

شکریہ احباب اور درخواست دعا

مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری ضیافت جرمنی مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو اچانک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بے حد مخلص اور سلسلہ کا سچا درد رکھنے والے وجود تھے' مرحوم کے المناک سانحہ ارتحال پر احباب و خواتین جماعت جرمنی نے جس طرح ہمارے ساتھ ہمدردی اور پیار کا سلوک کیا اور بکثرت تشریف لاکر یا بذریعہ ٹیلیفون اظہار تعزیت کیا اور درد و غم کے اس موقعہ پر ہمیں حوصلہ دیا اور ہمارے شریک غم ہوئے ہم اس کے لیے تمام احباب و خواتین کے دلی ممنون و مشکور ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے

دوست احباب سے لین دین زندگی کا حصہ اور روزمرہ کے معمولات میں شامل ہے۔ اگر کسی صاحب سے ان کا کوئی حساب (لینے یا دینے کی صورت میں) ہو تو برائے مہربانی ہم سے رابطہ فرمائیں

چوہدری مبارک احمد، خالد نواز، طارق محمود وڑائچ، مبشر احمد باجوہ

بچّوں کا صفحہ

اخلاقِ حسنہ

دیانت:- امانت، راستی اور سچائی کا نام دیانت ہے اور جس میں دیانت ہو اسے دیانتدار کہتے ہیں۔ دیانت کا مفہوم بھی قریب قریب امانت کے سمجھنا چاہیے۔ اس کا ضد بد دیانتی ہے یعنی اپنے کام کو حکم کے مطابق ادا نہ کرنا۔ دیانتداری صرف روپیہ پیسہ میں ہی نہیں ہے بلکہ ہر اس چیز میں ہے جس کا تعلق دوسرے کے حقوق کو ادا کرنے سے ہے، حتیٰ کہ نوکری۔ اپنے ذمّہ کوئی ڈیوٹی لے لینا۔ ان سب کا اچھی طرح ادا کرنا دیانتداری میں شامل ہے اور اس میں کوتاہی کرنا بد دیانتی ہے۔

شجاعت:- شجاعت کے معنے ہیں بہادری، جوانمردی، دلیری، بے خوف وخطر آگے بڑھنا۔ یہ لفظ شین کی زبر سے ہے جس میں شجاعت پائی جائے اسے شُجاع کہتے ہیں۔

شرافت: شرافت کے معنے ہیں بلندی، بزرگی۔ جس شخص میں یہ اخلاق کی بلندی پائی جائے اور بد اخلاقی، کمینگی اور بری باتوں سے بچے اسے شریف کہتے ہیں۔ اس کی ضد رزالت ہے یعنی کمینہ اور بد اخلاق ہونا۔ رزالت سے کوسوں دور بھاگنا چاہیئے۔

نمازؔ

اللہ کی عجیب ہی نعمت نماز ہے
دنیا و دیں میں باعثِ راحت نماز ہے

حکمِ خدا یہ ہے کہ پڑھو مل کے پانچ وقت
افضل عبادتوں میں عبادت نماز ہے

پھر یہ بھی حکم ہے کہ جماعت کیساتھ ہو
اس طرح اور جاذبِ راحت نماز ہے

بہرِ نمازِ جمعہ یہ ہو اہتمام خاص
سب جان لیں کہ وجہ مسرت نماز ہے

لازم ہے ذوق وشوق برائے نمازِ عید
یہ مومنوں کی مظہرِ شوکت نماز ہے

جو ظلمتِ گناہ کو آنے نہ دے قریب
وہ نورِ حق شمعِ ہدایت نماز ہے

بیمار کو مزا نہیں ملتا طعام کا
دِل صاف ہوں تو موجبِ لذت نماز ہے

پھیلا ہوا ہے اس کا اثر دو جہان میں
جس کو نہیں زوال وہ دولت نماز ہے

اس کے سوا اب اور ذریعہ کوئی نہیں
قربِ خدا کی ایک ہی صورت نماز ہے

کافی ہے بہرِ اُمّتِ عاصی بس اتنی بات
تسکینِ قلب شافع امت نماز ہے

جرم و خطا سے ہم کو بچاتی ہے روز و شب
فضلِ خدا سے دافع زحمت نماز ہے

ظاہر ہے اس سے دوستو رتبہ نماز کا
آرامِ جانِ ختمِ رسالت نماز ہے

(حافظ مختار احمد شاہجہانپوری)

بعض ضروری جُملے اور اُن کا مطلب

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اس کے معنی ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو۔ یہ فِقرہ صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے

عَلَیْہِ السَّلَامُ : اس کے معنی ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو۔ یہ فِقرہ خدا کے نبیوں اور ماموروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ : اس کے معنی ہیں اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ ظاہر کرو یا کسی سے کوئی وعدہ کرو تو ساتھ انشاء اللہ ضرور کہو۔ مثلاً "یہ کام میں انشاء اللہ ضرور کروں گا" یا "میں اپنا وعدہ انشاء اللہ ضرور پورا کروں گا"۔

قرآن شریف کی تعلیم

- ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔
- اللہ تعالیٰ کا نعمتوں کا کا شکریہ ادا کرو۔
- ہمیشہ اچھے اور نیک کام کرو۔

حدیث کی باتیں

- خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبّت کرو۔
- بڑوں کی عزّت کرو۔
- اپنے بھائیوں کے کام کرو۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعودؑ

- ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔
- خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔
- خدا زمین و آسمان کا نور ہے۔

ماہِ اکتوبر میں دی گئی حدیث یاد کرنے والے بچوں کے نام:

ثاقب شیراز ماجد، ارم ماجد، کرن ماجد، صدف ماجد، بشریٰ ماجد، بلال رفیق صبیحہ رفیق، خالد رفیق، عظمیٰ، عدنان، طارق محمود حیدر، ثمین حیدر عالیہ رفیع، شبانہ رفیع، مریم ناصر، یاسر ناصر، وجیہہ ملک، وقاص مجیب (حلقہ HETTERSHEIM) نبیل احمد، نبیلہ احمد، ملک سجاد محمود (ہنوور) نوید احمد، منزہ ندا (کولم باخ) مبارک احمد (فرنکن تھال) ارسلان احمد، ہائیڈل برگ

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ
ایک مُسلمان دُوسرے مُسلمان کا بھائی ہے

حدیث یاد کرنے والے بچوں کے نام آئندہ شمارہ میں شائع کیا جائینگے

جرمنی میں مقیم ایشین بھائیوں کی اپنی ٹریول ایجنسی

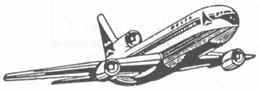

کمال ٹریولز

دنیا میں کسی بھی ملک میں خوشگوار اور آرام دہ ہوائی جہاز کے سفر کے خواہشمند حضرات ہمیشہ کمال ٹریولز ہی سے رابطہ کرتے ہیں اور سستے داموں ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کر کے یہی کہتے ہیں "**باکمال لوگ** لاجواب ٹریول ایجنسی"

اگر آپ ہوائی سفر کے سلسلہ میں معلومات چاہتے ہوں اور کوئی مسئلہ درپیش ہو تو ہم آپ کی خدمت میں پیش پیش ہیں

قادیان دارالامان جانے والوں کیلئے ٹکٹوں کی خصوصی رعائت **بکنگ جاری ہے**

نیز ہمارے ہاں، انگریزی کا **جرمن** زبان میں ترجمہ کا فوری انتظام بھی موجود ہے

مظفر احمد ظفر   محمد افضل بٹ

Am Hauptbahnhof 8, 60599 Frankfurt
Telefon: (0 69) 23 06 71, Fax: (0 69) 23 06 72

ایشین بہن بھائیوں کی مزید سہولت کیلئے گوگو گھشینک والوں کی جانب سے

فرینکفرٹ میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کی ایک اور تیسری بڑی دکان

رائل جیولرز

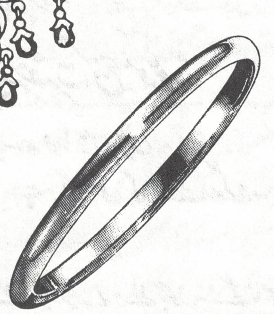

ہم پاکستانی اور انڈین زیورات کے سپیشلسٹ ہیں، آپ ہمارے ہاں سے پرانے زیورات کو نئے ڈیزائنوں میں تبدیل بھی کروا سکتے ہیں، ۲۴ کیرٹ سونے کے کنگن اور چوڑیاں اپنی پسند کے ڈیزائنوں میں بنوائیں نیز آپ کی تاریخ پیدائش کے مطابق ہیرے جواہرات مناسب قیمت پر دستیاب ہیں ـــــــــ آج ہی تشریف لائیں اور خدمت کا موقع دیں۔

ROYAL JEWELLERS

Kaiserstraße 64, Kaiser-Passage, Laden Nr. 28, 60329 Frankfurt am Main
Tel. (0 69) 25 18 13 (Shop), Tel. (0 69) 88 48 14 (Res.)
Fax (0 69) 64 82 58 38

نیشنل مجلس عاملہ خدّام الاحمدیّہ جرمنی برائے سال ۹۴-۱۹۹۳ء

نائب صدر اول و مہتمم تبلیغ	حافظ فرید احمد خالد	06251/787595
نائب صدر دوم و معتمد	محمد سعید احمد	05608/687
نائب صدر سوم و مہتمم خدمتِ خلق	منور احمد	06152/84946
مہتمم تربیت	نصیر احمد شاہد	06735/1825
مہتمم اطفال	منور احمد طاہر	06359/86511
مہتمم مال	مبارک احمد چٹھہ	06047/5894
مہتمم عمومی	شوکت محمود چیمہ	06152/40755
مہتمم تعلیم	فہیم احمد	06046/3123
مہتمم تجنید	مظفر احمد	069/887891
مہتمم صحتِ جسمانی	نصیر عارف	069/880760
مہتمم اشاعت	لیٰسین احمد	06134/23193
مہتمم امورِ طلباء	طارق محمود	06081/41026
مہتمم وقارِ عمل	طاہر احمد خان	————
مہتمم تحریکِ جدید	نیر اقبال	06047/7431
مہتمم صنعت و تجارت	فتح الحق	06142/23619
مہتمم مقامی	مبرور احمد	069/64688600
محاسب	لئیق احمد	069/5074327
ایڈیشنل معتمد	قیصر احمد شیراز	069/845451
ایڈیشنل مہتمم تبلیغ	چنگیز محمود	06655/5664
ایڈیشنل مہتمم مال (۱)	میاں محمود احمد	06047/7431
ایڈیشنل مہتمم مال (۲)	راشد خان	06047/5894

محمّد منوّر عابد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ۔ جرمنی

0611/61703

اخبار احمدیّہ میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

پورا صفحہ — DM 50,- + DM 400,-

آدھا صفحہ — DM 25,- + DM 250,-

کوارٹر صفحہ — DM 15,- + DM 125,-

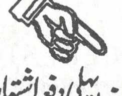

اضافی رقم برائے "اشتہار ڈیزائننگ" صرف پہلی دفعہ اشتہار دینے پر وصول کی جائے گی

لکسمبرگ میں تبلیغی سٹال

۳۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کا اس سال کا چوتھا یوم التبلیغ تھا۔ اس روز لکسمبرگ کے پر رونق علاقے (FUßGÄNGERZONE) میں مکرم طاہر ظفر صاحب، مکرم سلیم بٹ صاحب (TRIER) اور شفیق کھوکھر صاحب باد ولڈنگن کو ایک بیحد کامیاب تبلیغی سٹال لگانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس تبلیغی سٹال پر کم از کم دس ہزار افراد کو پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر مبارک دیکھنے اور بڑے بڑے پوسٹرز پر جماعت احمدیہ کے تعارف پر مبنی عبارتوں پر نگاہ دوڑانے کا موقع حاصل ہوا۔ ۱۳ مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے پانچ صد افراد نے مختلف کتب کو دیکھا اور سرسری مطالعہ کیا جبکہ ایک صد افراد بڑی دلچسپی سے خود انتخاب کر کے لٹریچر ہمراہ لے کر گئے۔

سب سے زیادہ خوشی کا اظہار کرنے والوں میں بوسنین افراد سرفہرست تھے۔ اسی طرح چین سے تعلق رکھنے والے ۴ افراد کے ایک گروپ نے چینی زبان میں ترجمۂ قرآن کریم کو دیکھ کر بیحد خوشی کا اظہار کیا نائیجیریا کے ایک جوڑے نے IGBO زبان میں قرآن کریم کی منتخب آیات کا ترجمہ دیکھ کر حیرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے حاصل کیا

روس سے تعلق رکھنے والے ایک روسی دوست نے جو ایک ہفتہ بعد ماسکو واپس جانے والے تھے از خود ۹-۱۰ کتب حاصل کیں۔ یہ روسی دوست پہلے سے جماعت احمدیہ سے متعارف تھے۔ انہوں نے آئندہ جماعت سے رابطہ رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

اسی طرح بیلجیئم میں رہنے والے مراکش کے ایک دوست ایک گھنٹہ تک سٹال پر ٹھہرے اور آئندہ رابطہ کے لیے اپنا ایڈریس دیا۔

بوسنین مسلمانوں کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔ وہ اپنی زبان میں لٹریچر اور حضور کے انٹرویو پر مشتمل مواد دیکھ کر حیرت اور خوشی سے دیوانے ہوئے جا رہے تھے۔ انہوں نے آئندہ سٹال پر اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ آنے کا وعدہ کیا۔

خدا تعالیٰ لکسمبرگ میں دعوت الی اللہ کی اس مہم کو محض اپنے فضل سے لامتناہی کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے اور جماعت احمدیہ جرمنی کو اس ملک کو اسلام کے لیے فتح کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

مقصود الحق۔ نیشنل سیکرٹری تبلیغ ——— جماعت احمدیہ جرمنی

تربیت کی طرف غیر معمولی توجّہ کی ضرورت

تربیت کا مضمون ایک دائمی مضمون ہے اور اس کا تعلق کسی خاص زمانے یا موسم سے نہیں لیکن بعض زمانے ضرور ایسے آتے ہیں کہ تربیت کے مضمون میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور وقت تقاضا کرتا ہے کہ تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جائے آج کل جماعت جس دور سے گزر رہی ہے یہ ایک ایسا دور ہے اور مختلف پہلوؤں سے وقت متقاضی ہے کہ ہم اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف غیر معمولی توجہ دیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سیکنڈ ہینڈ گاڑیوں کی خرید و فروخت کا مرکز

FREIE TANKSTELLE

GEBRAUCHTWAGEN AN- & VERKAUF

Reparaturen · Unfallreparaturen · Ölsofortwechsel ohne Termin

گاڑیوں کی مرمت کے علاوہ ایکسیڈنٹ شدہ گاڑیوں کی مرمت

بھی تسلی بخش طور پر کی جاتی ہے نیز ہم گاڑیوں کی TÜV بھی کرواتے ہیں

Wir machen Ihr Auto TÜV-Fertig

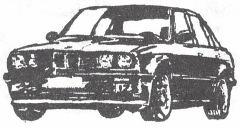

ناصر باغ سے من ہائم جانیوالی بی ۴۴ پر صرف 19 کلومیٹر کے

فاصلہ پر آپ کی خدمت کے منتظر

فرائی پٹرول سٹیشن

چوھدری محمود وڑائچ

FREIE TANKSTELLE

Biebesheimerstr. 13, 6084 Gernsheim
Kreis Gross-Gerau
Telefon (0 62 58) 21 09

اپنا بازار

جس نے بھی ایک بار اپنا بازار میں خریداری کی یہی کہا کہ

"اپنا بازار واقعی اپنا ہی ہے" اس لئے کہ ہمارے ہاں

اعلیٰ معیار کی انگلش، ایشین گروسری

آڈیو ویڈیو کیسٹس — تازہ سبزیاں — خالص مٹھائیاں

دستیاب ہیں، جی ہاں! آپ کی مزید سہولت کیلئے

ہوم ڈیلیوری سروس کا بھی انتظام موجود ہے۔ آپ ہمیں

صرف فون کیجئے آپ کا آرڈر آپ کے گھر پہنچ جائے گا

مناسب پرائز ❀ بالانشین کوالٹی

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

Apna Bazar

Kaiserstr. 41, 60329 Frankfurt
Tel. (0 69) 25 20 11, Fax (0 61 02) 17 521

مغل ٹریڈرز گروسری سٹور

ایشین خواتین و حضرات کی ضرورت کے پیش نظر

فرینکفرٹ شہر کے وسط میں ایک اور سستے گروسری سٹور کا اضافہ

ہمارے ہاں سے ہر قسم کی اعلیٰ کوالٹی کی پاکستانی و ہندوستانی اشیائے خوردنی

چاول، آٹا، مصالحہ جات، تازہ سبزیاں، دالیں، اچار

مارکیٹ سے بارعایت حاصل کر سکتے ہیں

بس نمبر 36 کے سٹاپ **STADTWERKE** سے چند قدموں

کے فاصلہ پر آپ کا اپنا سٹور، پارکنگ کی قطعی طور پر دشواری نہیں ہوگی

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

MUGHAL TRADERS GROCERY STORE
Fischerfeldstraße 19 (near Arbeitsamt),
60311 Frankfurt am Main
Tel. (0 69) 29 49 53

REISEBÜRO
Amanat

بذریعہ پی آئی اے، اپنے قریب ترین ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ

کراچی، اسلام آباد، لاہور کیلئے ہوائی سفر کے خواہشمند حضرات ہماری

خدمات سے فائدہ اٹھائیں نیز عمرہ کے ٹکٹ فرینکفرٹ سے

جدہ، لاہور، اسلام آباد، کراچی کے لئے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

حج مبارک کے خواہشمند حضرات ابھی سے اپنی نشست محفوظ کرا

لیں اور آپ اس سلسلہ میں مشورہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کے

قیمتی وقت کی قدر کرتے ہیں۔

جنوری ۱۹۹۴ء سے اسپیشل آفر

جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے اسلام آباد **DM 1.399,-**

REISEBÜRO
TEL. & FAX 0 40 / 531 77 36
MASENKAMP 8, 22419 HAMBURG

درخواستِ دُعا

خاکسار کی خالہ مکرمہ امینہ خالدہ صاحبہ اہلیہ مکرم نعیم اللہ صاحب خالد صدر جماعت فرانکن تھال جرمنی کئی سال سے بعارضہ قلب اور دیگر عوارض بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی صحت یابی و کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

ثریا خان ——— فرنیکفرٹ

خاکسار کے والد محترم ملک محمد احمد صاحب بعارضہ قلب بیمار ہیں چند روز میں دل کا اپریشن متوقع ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں اپریشن کی کامیابی، نیز جلد اور مکمل شفایابی کے لیے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

ملک سلطان احمد ——— MAINZ

خاکسار کی اہلیہ مبارکہ بیگم صاحبہ گذشتہ کئی روز سے شدید بیمار ہیں اور گھر پر زیرِ علاج ہیں۔ احباب سے ان کی کامل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح خاکسار اپنی صحت و تندرستی کیلئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہے۔

صوفی نذیر احمد ——— ہائیڈل برگ

میری ہمشیرہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب آف فلڈا گذشتہ کئی ماہ سے شدید بیمار ہیں۔ اور فلڈا کے ایک ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ احباب سے ان کی جلد اور کامل صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

نعیم احمد شاہد ——— ہائیڈل برگ

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۹ر اکتوبر ۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچے کا نام کامران نسیم تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم ناصر احمد صاحب آف چک ۱۶۶۔ مراد کا پوتا اور مکرم سعید احمد صاحب آف چک ۱۶۶۔ مراد کا نواسہ ہے اور تحریکِ وقفِ نو میں شامل ہے۔

محمد نسیم ——— SCHMITTEN

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بہن صائمہ طاہر اہلیہ مکرم طاہر احمد صاحب آف مور فیلڈن کو مورخہ ۴ر نومبر ۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچے کا نام ماہر احمد تجویز فرمایا ہے

زینت حمید ——— نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ۔ جرمنی

برادرم ملک سلطان احمد صاحب ابن ملک محمد احمد آف MAINZ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۵ر جون ۱۹۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے نومولود کا نام طلحہ عدنان تجویز ہوا ہے۔

نصیر احمد خان ——— فلیڈٹن

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام وقاص احمد مظہر تجویز ہوا ہے۔ نومود مکرم محمد شریف صاحب آف عالم گڑھ ضلع گجرات کا پوتا ہے۔

مظہر احمد ——— RENNINGEN

میرے بھائی مکرم لئیق احمد صاحب بٹ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۹۳ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام ارسلان بٹ تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم سیٹھ رفیق احمد صاحب بٹ کا پوتا اور مکرم احسان بٹ صاحب آف ربوہ کا نواسہ ہے۔

جمیل احمد بٹ ——— ہلڈن

احبابِ جماعت سے نومولودان کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر نیک اور خادم دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

آمین

میری بھانجی عزیزہ صالحہ ادریس بنت مکرم محمد ادریس صاحب آف NEUHOF نے خدا تعالیٰ کے فضل سے سات سال کی عمر میں قرآن شریف کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

چوہدری ناصر احمد ——— فلڈا

خاکسار کے دو بیٹوں عزیزم ظہیر احمد اور عزیزم نبیل احمد نے خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔

طاہر احمد ——— ہلڈن

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کو علوم قرآنی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ نیز دینی و دنیوی ترقیات کے مزید دروازے کھولے۔ ——— آمین

اعلانِ نکاح

خاکسار کی نواسی عزیزہ نصرت احمد صاحبہ کا نکاح ہمراہ عزیزم عبدالحی صاحب، مکرم مولانا محمد جلال صاحب شمس نے پڑھایا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لیے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات بنائے ——— آمین

چوہدری عبداللطیف ——— ہمبرگ

خاکسار کی بیٹی عزیزہ صدف کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزم منور احمد خان صاحب ابن مکرم بشیر احمد خان صاحب مرحوم (درویش قادیان) مبلغ ۱۵ ہزار مارک حق مہر پر مکرم مولانا منور صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ ۴ر اکتوبر ۹۳ء کو ربوہ میں فرمایا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کے لیے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

شیخ نعیم اللہ ——— NEU ISENBURG

شادی خانہ آبادی

خاکسار کے بھائی عزیزم مکرم رفیق الرحمان صاحب انور ابن مکرم

لطف الرحمان صاحب شاکر کی تقریب شادی ہمراہ عزیزہ امتہ الجمیل صاحبہ بنت مکرم چوہدری جان محمد صاحب مرحوم مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۳ء RUSSELS-HEIM میں عمل میں آئی۔ اگلے روز دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم ومحترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج جرمنی نے رشتہ کے مبارک و بابرکت ہونے کی دعا کروائی۔ احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

فضل الرحمٰن انور ———— ہمبرگ

مکرم آصف محمود خان صاحب ابن مکرم عنایت اللہ خان صاحب آف فریدبرگ جرمنی کی تقریب شادی ہمراہ مکرمہ ناہید رحمان صاحبہ بنت ملک عبد الرحمٰن صاحب آف شاہ تاج شوگر ملز، منڈی بہاؤالدین مورخہ ۱۰ ستمبر ۹۳ء کو پاکستان میں عمل میں آئی ہے۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے

عبد اللہ ———— فرینکفرٹ

دُعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد چغتائی مرحوم مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

نصیر احمد چغتائی ———— مور فیلڈن

اعلانِ فسخ بیعت

مجلس مشاورت کے لیے نمائندگی کے سلسلہ میں بے ضابطگی پر محترم امیر صاحب جرمنی کے فیصلہ علیحدگی از صدارت حلقہ کو قبول نہ کرنے کی پاداش میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خالد رشید رانا صاحب اودنی سینٹر کولون کی بیعت کو فسخ فرما دیا ہے

نیشنل سیکریٹری امورِ عامہ ———— جماعتِ احمدیہ جرمنی

سزا اخراج از نظامِ جماعت

نعمان احمد صاحب ابن مکرم حاجی مرزا نذیر احمد صاحب کو ایک احمدی دوست کو زدوکوب کرنے کی بناء پر اخراج از نظام جماعت کی سزا دی گئی ہے۔ احباب ان کی بری صحبت سے پرہیز رکھیں۔

اسد عمران صاحب ولد مکرم اسلام الحق صاحب میڈیکل پریکٹیشنر آف بدوملہی حال مقیم HÖCHEST ODENWALD جرمنی کو خلافِ شریعت حرکات کی وجہ سے اخراج از نظام جماعت کی سزا دی گئی ہے احباب ان کی بری صحبت سے قطعی پرہیز رکھیں۔

نیز مندرجہ ذیل احباب کو بھی غیر اسلامی حرکات اور فحشا میں ملوث ہونے کی وجہ سے نظامِ جماعت سے اخراج کی سزا دی گئی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی بری صحبت سے قطعی پرہیز کریں۔

۱۔ خواجہ طلعت بلال صاحب ابن مکرم محمد بشیر احمد صاحب جماعت بالنگن
۲۔ منیر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد صادق صاحب جماعت DÜREN
۳۔ نصیر احمد صاحب ابن مکرم خورشید احمد صاحب جماعت من ہائم

نیشنل سیکرٹری امورِ عامہ ———— جماعت احمدیہ جرمنی

الفضل انٹرنیشنل

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اور حضور اقدس کی راہنمائی میں اخبار الفضل انٹرنیشنل کا لندن سے اجرا ہو چکا ہے۔ اس کا پہلا شمارہ نمونہ کے طور پر جلسہ سالانہ یو۔کے کے موقع پر شائع ہو چکا ہے۔ مستقل بنیادوں پر اخبار کو جاری کرنے کے سلسلہ میں جملہ انتظامات اب تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

احمدی اہلِ قلم اور شعراء صاحبان سے درخواست ہے کہ اپنے مضامین اور کلام خاکسار کو مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں اور اس سلسلہ میں خاکسار سے تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ نیز احباب کرام کی اطلاع کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ الفضل انٹرنیشنل کے سالانہ چندہ کی شرح حسب ذیل ہے۔ یورپ ۲۷ پونڈ، افریقہ، امریکہ کینیڈا و دیگر ممالک ۳۶ پونڈ۔

رشید احمد چوہدری۔ مدیر اعلیٰ الفضل انٹرنیشنل
16-GRESSEN HALL ROAD LONDON SW 18 5QL

ضروری اعلان

شعبہ سمعی وبصری کو دستاویزی ویڈیو کیسٹس کی ضرورت ہے جس میں جماعتی مشن ہاؤسز، مساجد، مقامی جماعتوں کے سینٹرز، تبلیغی سٹالز، وقار عمل، آلٹن ہائم ہسپتال کے دورہ جات، بچوں کی آمین، کوئیز پروگرامز، پکنک پروگرامز، طریق ادائیگی نماز، اذان، نظمیں اور متفرق پروگرام جن سے اسلامی ثقافت کی وضاحت بذریعہ فلم ہو سکے۔ بہترین عکاسی کرنے والوں کو انعام دیا جائے گا۔

نیز شعبہ ہذا کو ایسے حضرات وخواتین کی ضرورت ہے جو وڈیو بنانے کا شوق اور کچھ نہ کچھ تجربہ رکھتے ہوں۔ ایسے احباب فوری طور پر رابطہ کریں تاکہ ان کے سپرد کام کیا جا سکے۔

بشارت احمد راٹھور۔ نیشنل سیکرٹری سمعی وبصری جرمنی

تقرری

مکرم محمود انور صاحب کو مرکزی رسائل "الفضل انٹرنیشنل" "ریویو آف ریلیجنز" اور "التقویٰ" کا انچارج مقرر کیا گیا ہے۔ ٹیلیفون نمبر درج ذیل ہے: ۰۶۱۹۲-۴۶۳۱۵-

شعبہ اشاعت، جماعت احمدیہ ———— جرمنی

خیرات کر اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

احمدی بھائیوں کی خدمت اور سہولت کے پیشِ نظر چوہدری ایشین سٹور کی جانب سے

کارکردگی کے لحاظ سے قابلِ اعتماد اور بے مثال ادارہ

GLOBÜS REISEBURO

دنیا بھر کے کسی بھی ملک میں ہوائی جہاز کے آرام دہ اور معیاری سفر کے لئے ہم سے رابطہ ضرور کریں

نیز قادیان کی مقدس بستی میں ہونے والے سالانہ جلسہ میں شرکت کے خواہشمند حضرات سپیشل رعائتی ٹکٹوں

کے لئے جلد رجوع کر کے اپنی نشست محفوظ کروالیں —— آپ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت کوشاں

مبشر بھٹی   چوہدری عباد اللہ

GLOBÜS REISEBURO

Schlesische Straße 5A, 64521 Groß Gerau
Tel. (0 61 52) 52 736, Fax (0 61 52) 56 796

معیاری سونے کے

اعلیٰ زیورات کا مرکز

فرینکفرٹ میں

جی ہاں! آپ قطعی طور پر پریشان مت ہوں اس لئے کہ

ہمارے ہاں ہر قسم کے سونے کے خوبصورت زیورات

ہر وقت تیار مل سکتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے زیورات کی تسلی بخش

مرمت بھی کی جاتی ہے نیز

پرانا زیور دے کر تیار زیور بھی آپ خرید سکتے ہیں

ہمارا نصب العین

ایمانداری اور خوش اخلاقی

INDIAN JEWELLERS CORNER
Weserstrasse 11, 60599 Franfurt
Telefon (0 69) 25 15 81

INDIAN CORNER

گروسری
اور
تازہ سبزیاں
دستیاب ہیں

WESER STR. 11
6000 F/M-1

TOP STOFF

سوٹ
ساڑھیاں
اور خوبصورت کپڑے کی دکان
کپڑا خریدنے
کیلئے تشریف لائیں

KAISER STR. 64
KAISER PSG. 23
6000 F/M

احمدی بھائیوں کی اپنی قابلِ اعتماد ٹریول ایجنسی

INDO-ASIA REISEDIENST

دُنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ برِّاعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کیلئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں اور اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بارعایت ٹکٹ کے حصول کیلئے ہماری خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں

عیدالفطر (مارچ ۱۹۹۴ء) کے موقع پر وطن جانے والوں کیلئے خصوصی رعایت بکنگ جاری ہے

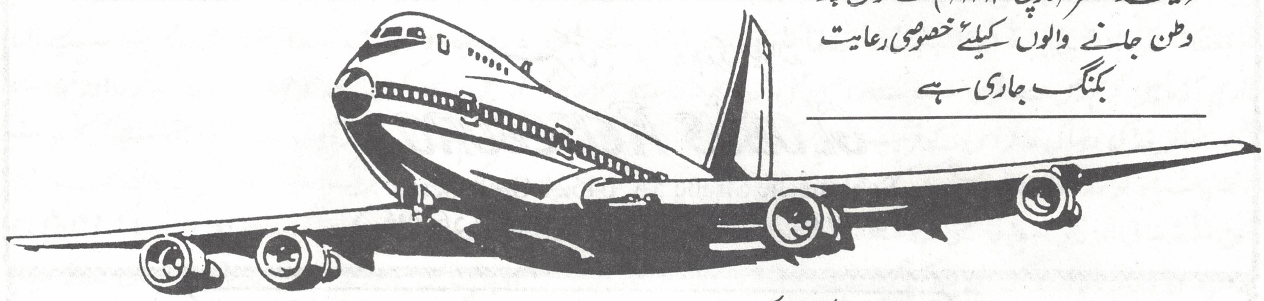

Last Minute Price —— امریکہ اور کینیڈا کیلئے

فرینکفرٹ ، ٹورنٹو ، فرینکفرٹ —— **DM 540,--**

فرینکفرٹ ، نیویارک ، فرینکفرٹ —— **DM 570,--**

عمرہ یا حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے۔ پاکستان جاتے ہوئے اس اہم ترین سفر کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنی نشست محفوظ کرالیجئے۔ یقیناً آپ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے خواہشمند بھی ہیں، خوشگوار سفر کی تکمیل کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ اپنی نشست محفوظ کرالیجئے بکنگ جاری ہے۔

آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں

نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اُردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کروانے کا بندوبست بھی موجود ہے

آپ کی خدمت کے منتظر

منیر احمد چوہدری (ایئرپورٹ سوشیال ڈنیسٹ) عبدالسمیع (وینٹے وکیل والے)

INDO-ASIA REISEDIENST

Am Hauptbahnhof 8, 60599 Frankfurt
Tel. (0 69) 23 61 81 Fax (0 69) 23 07 94

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر

GEBETSPLAN

DEZEMBER 1993

Datum	Fajr	Son.Aufg.	Sohar	Aßr	Maghrib	Ischa
01. Dez	6:42	8:02	12:30	14:30	16:31	17:46
02. Dez	6:43	8:03	12:30	14:30	16:31	17:46
03. Dez	6:44	8:04	12:30	14:30	16:30	17:45
04. Dez	6:46	8:06	12:30	14:30	16:30	17:45
05. Dez	6:47	8:07	12:30	14:30	16:29	17:44
06. Dez	6:48	8:08	12:30	14:30	16:29	17:44
07. Dez	6:49	8:09	12:30	14:30	16:29	17:44
08. Dez	6:50	8:10	12:30	14:30	16:28	17:43
09. Dez	6:52	8:12	12:30	14:30	16:28	17:43
10. Dez	6:53	8:13	12:30	14:30	16:28	17:43
11. Dez	6:54	8:14	12:30	14:30	16:28	17:43
12. Dez	6:55	8:15	12:30	14:30	16:28	17:43
13. Dez	6:56	8:16	12:30	14:30	16:28	17:43
14. Dez	6:56	8:16	12:30	14:30	16:28	17:43
15. Dez	6:57	8:17	12:30	14:30	16:28	17:43
16. Dez	6:58	8:18	12:30	14:30	16:28	17:43
17. Dez	6:59	8:19	12:30	14:30	16:28	17:43
18. Dez	7:00	8:20	12:30	14:30	16:29	17:44
19. Dez	7:00	8:20	12:30	14:30	16:29	17:44
20. Dez	7:01	8:21	12:30	14:30	16:29	17:44
21. Dez	7:01	8:21	12:30	14:30	16:30	17:45
22. Dez	7:02	8:22	12:30	14:30	16:30	17:45
23. Dez	7:02	8:22	12:30	14:30	16:31	17:46
24. Dez	7:03	8:23	12:30	14:30	16:31	17:46
25. Dez	7:03	8:23	12:30	14:30	16:32	17:47
26. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:33	17:48
27. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:33	17:48
28. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:34	17:49
29. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:35	17:50
30. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:36	17:51
31. Dez	7:04	8:24	12:30	14:30	16:37	17:52

ZEITUNTERSCHIED:	Sonn. aufg.	Sonn. untg.	ZEITUNTERSCHIED:	Sonn. aufg.	Sonn. untg.
Aachen:	+14	+7	Hannover:	+6	-15
Berlin:	-7	-30	Köln:	+10	+3
Bremen:	+14	-15	Leipzig:	-10	-20
Dessau:	-5	-23	Magdeburg:	-3	-21
Dortmund:	+12	-2	Mannheim:	-2	+3
Erfurt:	-5	-14	München:	-20	-3
Hamburg:	+13	-22	Stuttgart:	-8	+3

جو شخص خدا کے حضور گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے (فرمان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

"انتخاب از "کلامِ طاہر

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیّدِ وُلدِ آدم صلّی اللہ علیہ وسلّم
نام محمّد کام مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم
آپ کے جلوۂ حُسن کے آگے شرم سے نُوروں والے بھاگے
اِک جلوے میں آناً فاناً۔ بھر دیا عالَم کر دیے روشن

سب نبیوں میں افضل واکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم
ہادیٔ کامل رہبرِ اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم
مِٹ گئے مہر و ماہ و انجم صلّی اللہ علیہ وسلّم
اُتّر، دکھّن، پُورب، پچھّم صلّی اللہ علیہ وسلّم

اوّل و آخر، شارع و خاتم
صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلّم

ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دورِ نبوّت کے افسانے
تب آئے وہ ساقیٔ کوثر مست مئے عرفان پیمبر
گھِر آئیں گھنگھور گھٹائیں جھُوم اُٹھیں مخمور ہوائیں
کی سیراب بلندی پستی زندہ ہو گئی بستی بستی

بند ہوئے عرفان کے چشمے فیض کے ٹُوٹ گئے پیمانے
پیرِ مغاں بادۂ اطہر، خُم پر خُم پر خُم لُنڈھانے
جھک گیا ابرِ رحمتِ باری، آبِ حیاتِ نَو برسانے
مَے نوشوں پر چھا گئی مستی اِک اِک ظرف بھرا برکھا نے

بہہ نکلا عِرفان کا قُلزم
صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلّم

چارہ گروں کے غم کا چارا دُکھیوں کا اِمدادی آیا
عارف کو عِرفان سکھائے، متقیوں کو راہ دکھائے
وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالَم پر چھائے
صدیوں کے مُردوں کا محی صلّ علیہ کیف یحیی

راہنما بے رہروؤں کا، رہبروں کا ہادی آیا
جس کے گیت زبُور نے گائے وہ سردارِ منادی آیا
وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی رِدا دی آیا
فِسق و فجور کی ظالم موت سے دِلوانے آزادی آیا

شرفِ انسانی کا قسیّم
صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلّم

شیریں بول انفاس مطہر نیک خصائل پاک شمائل
جو اس کی سرکار میں پہنچا اس کی یُوں پلٹا دی کایا
اُس کے فیضِ نگاہ سے وحشی بن گئے حِلم سکھانے والے
نبیوں کا سرتاج، ابنائے آدم کا معراج محمّد

حاملِ فُرقاں، عالِم و عامِل عِلم و عمل دونوں میں کامِل
جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا ماں نے جنا تھا گویا کامِل
مُعطی بن گئے شہرۂ عالَم اس عالی دربار کے سائل
ایک ہی جست میں طے کر ڈالے وصلِ خدا کے ہفت مراحل

ربّ عظیم کا بندۂ اعظم
صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلّم

وہ احسان کا افسوں پھُونکا موہ لیا دِل اپنے عُدو کا
نخوت کو ایثار میں بدلا، ہر نفرت کو پیار میں بدلا
اس کا ظہور ظہورِ خُدا کا، دِکھلایا یوں نُورِ خدا کا
توڑ دیا ظُلمات کا گھیرا، دُور کیا ایک ایک اندھیرا

کب دیکھا تھا پہلے کسی نے حُسن کا پیکر اس خُو بُو کا
عاشق جاں نثار میں بدلا، پیاسا تھا جو خار لہو کا
بُت کدہ ہائے لات و منات پہ طاری کر دیا عالم ہُو کا
جاء الحق و زھق الباطل انّ الباطل کان زھوقًا

گاڑ دیا توحید کا پرچم
صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلّم

Herausgeber (Publisher): Falah-ud-Din Khan · Hanauer Landstr. 50 · 6000 Frankfurt am Main 1
Tel./Fax: (069) 49 90 658 · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.